سیرۃ الکبریٰ رض

یعنی

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی زندگی کے حالات

مصنفہ

ابو المعانی مومن ثانی تاج الشعراء فخر پنجاب عالی جناب

منشی تاج الدین احمد تاج مجددی نقشبندی

بفرمائش

جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز

تاجران کتب لوہاری گیٹ لاہور

در مطبع کریمی واقع لاہور طبع شد

باہتمام میر امیر بخش مہتمم

ہو لیکن موجودہ زمانہ میں مجھے حضرت ام المومنینؓ کی شخصیت سے بڑھ کر کسی نواب یا رئیسہ کی شخصیت نظر نہیں آتی۔

نہایت ادب اور خلوص قلب کے ساتھ جنابہ طاہرہؓ کی روحانیت سے استدعا ہے کہ آپ اپنی سیرۃ حسنہ کو از رہِ لطف و کرم قبول فرما کر مقبول عام فرمائیں۔ تاکہ اسلامی طبقہ اناث میں خدا شناسی۔ اطاعت کیشی۔ وفاشعاری سلیقہ مندی۔ فرمانبرداری۔ اصول خانہ داری اور شوہر پرستی کے عملی جذبات پیدا ہوں۔ اور جو میری دلی تمنا و حسرت ہے وہ بھی پوری ہو۔ آمین۔ ثم آمین +

عقیدت کیش { تاج الدین احمد تاج

دیباچہ

کسی ممتاز و مقدس ہستی کے سوانح عمری لکھنے کی اصلی غرض و غایت یہ ہوتی ہے کہ اُس پاکیزہ روح اُس وجود مسعود کی سیرۃ حسنہ سے تہذیب اخلاق، تزکیہ باطن، جذبات ملت، حسیات مذہب، ترقی تمدن، حسن معاشرت کے بہترین سبق حاصل کر کے انسان اُس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرے۔

نہ کہ محض ادبیات کی لذت چشی کے لئے صرف زبان کو چٹخاروں کا خوگر بنا کر دل و دماغ کو اصلی حقیقتوں سے منحرف و بے پرواہ کر دیا جائے ساتھ ہی اس کے ایک محقق مورخ کو بلحاظ اصول سوانح نگاری صحیح و غلط تاریخی روایات کو پیچیدگیوں اور الجھنوں کا ایک مرقع بنا کر یونہی چھوڑ دینا چاہئے۔

اس سے قبل حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی ممکن ہے کہ اور سوانح عمریاں بھی لکھی گئی ہوں مگر میرے زیر نظر اسوقت میرے محترم جناب سید عاشق حسین صاحب سیماب صدیقی اکبر آبادی کی تحریر کردہ سوانح عمری موسوم بہ سیرۃ الکبریٰ ہے جس میں جناب سیماب کی شاعرانہ [illegible]

خیالیوں، پاکیزہ بندشوں۔ وہ فاضلانہ ادبی محاسن کا سچے دل سے معترف و مداح و قائل ہوں۔ لیکن سیرۃ زیر بحث میں جناب سیماب نے اُردو کے بعض عامیانہ و سوقیانہ محاورے استعمال فرما کر اور غلط تاریخی روایات لکھ کر ایک نفاست شاعر کے لکھی ہوئی سوانح عمری پر ایک آدھ بدنما دھبہ لگا دیا ہے۔

مثلاً سیرۃ الکبریٰ میں آپ جناب فاطمۃ الزہراؑ کی پیدائش نبوت سے پانچ سال قبل اور حضرت خدیجہؑ کی وفات ۶۵ سال میں اور جناب فاطمہؑ کی شادی ۱۵ سال کی عمر میں تحریر فرماتے ہیں۔

لیکن اگر جناب فاطمہؑ کی پیدائش نبوت سے پانچ سال قبل تسلیم کی جائے تو اس وقت جناب خدیجہؑ کی عمر ۵۰ سال ہونی چاہئے۔

اور چونکہ نبوت کے دسویں سال جناب خدیجہؑ نے انتقال فرمایا ہے اسلئے اس وقت آپ کی عمر ۶۵ سال ہوئی اس حساب سے جناب فاطمہؑ کی عمر ۱۵ سال ہونی چاہئے۔

حالانکہ جس وقت جناب خدیجہؑ کا انتقال ہوا اس وقت جناب فاطمہؑ کی عمر ۱۰ سال تھی۔

اور پھر یہ لکھنا کہ حضرت فاطمہؑ کی شادی کے وقت آپ کی عمر ۱۵ سال تھی اس سے گویا یہ پایا جاتا ہے کہ جناب خدیجہؑ کی زندگی میں [illegible]

فاطمہؓ کی شادی ہوئی۔ حالانکہ جنابہ فاطمہؓ کی شادی جنابہ خدیجہؓ کی وفات سے ۵ سال بعد ہوئی۔ اور اس حساب سے آپ کی عمر ۱۰ سال ہونی چاہیئے درحقیقت اصل نبوت کے دوسرے سال جنابہ کی پیدائش اور ہجرت کے دوسرے سال شادی ہوئی۔

اور پھر یہ لکھنا کہ حضرت کی دوسری صاحبزادی قبل نبوت عتبہ بن ابی لہب سے بیاہ دی گئی تھیں۔ مگر جب سورۃ تبت یدا نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ جب تک تم محمد کی بیٹی کو نہ چھوڑ دو گے میں تم سے راضی نہ ہونگا۔ بن عتبہ نے حضرت رقیہؓ کو قبل صحبت چھوڑ دیا۔ اور ان کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھ ہو گیا۔

تیسری صاحبزادی ام کلثومؓ تھیں جن کا نکاح بھی پہلے عتبہ بن ابی لہب کے ساتھ حضرت رقیہؓ کی طرح ہوا تھا مگر انہیں بھی ان کے شوہر نے چھوڑ دیا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ جس شخص کی بیٹی کو ایک شخص نہایت عداوت کی وجہ سے طلاق دیدے تو کیا وہ مظلوم شخص باوجود ایک دفعہ دکھ اٹھانے اور سبق حاصل کرنے کے پھر اپنی دوسری بیٹی بھی اسی عدو کے کینہ پرور کے نکاح میں کس طرح دے سکتا ہے۔

حالانکہ اصلیت یہ ہے کہ ابولہب کے دو بیٹے تھے جن کا نام عتبہ اور عتیبہ تھا۔ اور حضرت محمد علیہ السلام کی دونوں بیٹیاں دونوں کو

نکاح میں تھیں۔ جو طلاق ہو جانے کی صورت میں یکے بعد دیگرے
حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نکاح میں آئیں یعنی حضرت
رقیہؓ کے انتقال کے بعد حضرت ام کلثومؓ حضرت عثمانؓ کے نکاح
میں آئیں۔ علاوہ ازیں بہت غیر متعلق حالات لکھ کر اصول تاریخ نگاری کے خلاف عمل کیا ہے۔

میں جناب سیماب کی شان میں سوء ادبی کرنا نہیں چاہتا البتہ
حیات بتولؓ میں حضرت خاتون جنت کی سوانحعمری کے مصنف کی غلط نگاری
کے متعلق کسی قدر وضاحت کے ساتھ تنقیدی روشنی ڈالوں گا۔

تاج الدین احمد تاج
مجددی نقشبندی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدیجۃ الکبریٰ رضؓ

ملک حجاز سرزمین عرب بلدہ بطحا اور خاندان قریش کے مایہ ناز ملک التجار خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی اپنی عالمگیر تجارت اور اپنی عالیجاہ شخصیت کی وجہ سے تمام قبائل عرب میں ادب و احترام عزو وقار شرف و کرامت اور عظمت و افتخار کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے خویلد کی جاہ و ثروت نے بنو قریش کی وجاہت اور طغرائے امتیاز میں چار چاند لگا دیئے تھے شرافت نسبی کے علاوہ خویلد کے حسن اخلاق حسن معاملہ حسن دیانت اور راست بازی نے تمام عرب کو گرویدہ اور ممنون احسان بنا رکھا تھا۔

پیدائش

خویلد کی بیوی جس کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا خاندان قریش کی

چشم و چراغ اور واجب الاحترام شریف نجیب اور ایک مہذب خاتون
تھیں۔ تمام خواتین عرب کے دلوں میں اس کی وقعت و محبت تھی۔
تمام خاندان ان کی گود بھری دیکھنے کا متمنی تھا کہ خداوند تبارک
و تعالیٰ نے آپ کو ۵۵۵ء قبل ۶۸ھ اور حضرت رسول کریم کی پیدائش
سے ۱۵ سال پہلے ایک فرخندہ بخت اور خوش اختر دختر
عطا فرمائی اقتضائے جاہلیت تو یہ تھا کہ بیٹی کی تولید کو نحوست اور عار کے
ناموس سمجھ کر گلا گھونٹ دیا جاتا یا جیتے جی پیوند زمین کر دیا جاتا مگر نہیں
اس تولید کو تو سعید اور اس ولادت کو خیر و برکت کا موجب اور مسرت
افزا سمجھا گیا اور فرط انبساط کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا گیا اس مولود
مسعود کا نام خدیجہؓ رکھا گیا اور ایک شاہانہ اور امیرانہ انداز کے ساتھ
اس کی پرورش اور تربیت کا انتظام و اہتمام کیا گیا۔ قوت بیانیہ
اور گفت و کلام کا ملکہ پیدا ہو۔ اور بخلاف دیگر قبائل عرب کے خصوصیت
کے ساتھ خدیجہؓ کی تعلیم کا انتظام ہوا اور دینیات ضروریہ سے بہرہ اندوز
کیا گیا۔ خداوند تعالیٰ نے خدیجہ کو جس طرح حسن صورت میں بے مثل
پیدا کیا تھا فطرتی طور پر حسن سیرت بھی ایسا عطا فرمایا تھا کہ بچپن ہی
سے لوگ خدیجہؓ کے فہم و فراست کی داد دینے لگ گئے۔ خدیجہؓ کی [illegible]
[illegible] سلیقہ شعار [illegible] عقلمند [illegible] تھی [illegible]

تربیت کے علاوہ ساتھ ساتھ خانہ داری کے اصول کی تعلیم سے بھی
بہرہ اندوز کرتی گئی۔ کیونکہ فاطمہ جانتی تھی کہ خدیجہؓ نے تمام عمر والدین کے
گھر بیٹیاں ہی نہیں رہنا بلکہ اس کا ایک دوسرا گھر ہے اور ایک دن اس کو
میری طرح بیوی بن کر خانہ داری کے تمام مراحل و مراتب کو طے کرنا ہے
ہر ایک قسم کے فواحشات۔ لغویات اور لہو و لعب سے ایک طرف
تو فاطمہ اسے ہمیشہ باز رکھتی دوسرے خدیجہ فطرتی سعیدہ ہونے کی وجہ
سے خود بھی زمانہ کی مروجہ مکروہات سے مجتنب و متنفر رہتی تھیں۔ اپنا
زیادہ تر وقت قدیمی مقدس نوشتوں کے مطالعہ و سماعت میں صرف
کرتیں۔

بخلاف ہمارے موجودہ زمانہ کی ماؤں کے کہ اپنی بیٹیوں کی تعلیم
و تربیت تو ایک طرف اصول خانہ داری کی تعلیم ایک طرف فواحشات
اور لہو لعب سے روکنا تو ایک طرف خود مخرب اخلاق حیا سوز قصے
کہانیوں کے سننے اور شرمناک گیت ازبر کرانے میں ممد و معاون ہوتی
ہیں اور خود شوق سے ڈھولکیں منگوا منگوا کر دیتی ہیں۔ ذرا زیادہ مہذب
اور معزز گھرانا ہوا تو ہارمونیم اور پیانو یا فونوگراف کی نغمہ آفرینیوں سے
محظوظ کیا جاتا ہے۔ اور بعض ایسی بے پرواہ مائیں ہیں کہ انہیں اپنی
لڑکیوں کی خبر ہی نہیں کہ وہ اپنی اندر بے پردہ کیا گل کتر رہی ہیں

اصعبکا۔ سہیلیاں اُن کی بیٹیوں کی آئندہ زندگی کس طرح خراب کر رہی ہیں +

پہلی شادی

غرضیکہ خدیجہؓ اب سن شعور کو پہنچ رہی ہے اور اپنے پاکیزہ خیالات اور تقدس کی وجہ سے خاندان نے اُسے طاہرہؓ کا لقب عطا کیا ہے اور اب طاہرہؓ سن بلوغت کو پہنچ گئی ہے۔ اور ہر ایک معزز خاندان سے شادی کے پیغامات آ رہے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ تاریخ سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ جنابِ خدیجہؓ کی عمر شادی کے وقت کیا تھی مجبوراً یہ لکھنا پڑے گا کہ جس وقت جنابِ خدیجہؓ بالغ ہو گئیں تو عرب کے مشہور رئیس و امیر بناش ابن زرارہ تمیمی سے آپ کی شادی قرار پائی۔

بناش کے گھر میں جا کر جنابِ خدیجہؓ نے میاں بیوی کے تعلقات کو ایسی شستگی سے نباہا کہ بناش ہمیشہ خوش رہا۔

جنابِ خدیجہؓ کی یہ شادی زمانہ جاہلیت کے نہیں مرقبہ رسم کے مطابق ہوئی کہ بعد میں جس کی بیخکنی کا اسلام نے ہمیشہ کے لئے حکم دیدیا مگر آج اسلام کے نام لیواؤں نے بیاہ شادی کے موقعوں پر

ایامِ بیوگی کے حالات

عتیق کی وفات کے بعد جنابہ خدیجہؓ نے اب کسی اور شادی کرنے کا ارادہ قطعی فسخ کر دیا اور زمانہ سے کچھ ایسی طبیعت اُچاٹ ہوگئی کہ لوگوں سے میل جول تک ترک کر دیا۔ اور اکثر اوقات کعبۃ اللہ میں ہی عزلت گزیں رہتیں۔

ایک تو جنابہ خدیجہؓ کے والد ماجد ایک نامی گرامی تاجر اور دولتمند اور پھر جنابہ خدیجہؓ کا حُسنِ صورت و حُسنِ سیرت میں ہمہ صفت موصوف ہونا۔ یہ کوئی ایسی باتیں نہ تھیں کہ امرائے عرب کو خاموش بیٹھنے دیتیں۔ لگاتار اور کثرت سے نامور اہلِ قریش نے سلسلہ مناکحت جوڑنے کے لئے پیغامات بھیجے۔ یہاں تک کہ بعض اہل قریش نے اپنے کنوارے بیٹوں کی اس بیوہ عورت کے ساتھ نکاح کرنے کی خواہش اور تمنا ظاہر کی۔ طرح طرح کے حرص و آز کے رنگ میں سبز باغ بھی دکھائے یہاں تک کہ سو سو اونٹ دینے کی طمع بھی دی۔ مگر جنابہ خدیجہؓ کچھ اس قسم کے خیالات میں مستغرق تھیں کہ کسی طرف بھی نظرِ التفات نہ کی اور صاف انکار کر دیا۔ اور بدستور کعبۃ اللہ کو خلوت کدہ بنا لیا یا عرب کی کاہنہ عورتوں سے گذشتہ

اور آئندہ انقلابات کے متعلق روایات اور حکایات نہایت دلچسپی سے سُنیں اور اشتیاق انگیز و دلچسپ تنقیدی استفسار کریں +

کاروبار تجارت خدیجہؓ کی تحویل میں

خویلد چونکہ بوجہ پیری و کہن سالی و طویل العمری ضعیف و ناتواں ہو گئے تھے اور اُس کے تمام قویٰ و اعضا کاروبار تجارت سنبھالنے پر جواب دے رہے تھے اور دماغی و بصری طاقتیں بھی مضمحل ہو رہی تھیں۔ کاروبار تجارت میں فرق آتے دیکھ کر خویلد کو فکر دامنگیر ہوئی کہ تجارت کا یہ بار گراں کس کے کندھے پر رکھوں۔ چاروں طرف عقل دوڑائی مگر اُس کی تجربہ کار اور ذہنی نگاہ بار بار اپنی عقیل و فہیم دور اندیش لائق و فائق زمانہ کی سرد و گرم چشیدہ بیٹی خدیجہؓ پر ہی پڑتی۔ آخر ایک دن خویلد نے خدیجہؓ سے کہا کہ بیٹی تو دیکھ رہی ہے کہ میری تجارت کے کاروبار اوراق پریشان کی طرح بکھرے ہوئے ہیں۔ اور میں بتقاضائے سن و سال دن بدن مضمحل و نڈھال ہوتا چلا جا رہا ہوں اور مجھے کوئی ایسا لائق معتمد نظر نہیں آتا کہ جس کی تحویل میں یہ تمام کام دیدوں۔ میری نگاہِ انتخاب صرف تیری ذات پر پڑتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تجارت کا تمام کاروبار تیرے سپرد کر کے خود سبکدوش

ہو جاؤں۔ البتہ بطور مشیر میں تمہاری اعانت کرتا رہوں گا۔

سعادتمند بیٹی نے آداب فرزندانہ بجالا کر کہا کہ میرے واجب التعظیم پیارے ابا آپ کیوں متردد و متفکر ہیں یہ تو میرا ادنیٰ فرض ہے کہ میں باپ کے حکم پر اپنی جان تک فدا کر دوں میں بسر و چشم اور ہمہ تن مستعدی کے ساتھ اس کام کو سرانجام دوں گی۔ آپ مطمئن رہیں اور کسی قسم کا اندیشہ نہ کریں غرضیکہ خویلد نے تمام کاروبار تجارت خدیجہؓ کی تحویل میں دیدیا اور اطمینان کامل کے ساتھ گوشۂ استراحت میں بیٹھ گیا۔

اِدھر خدیجہؓ نے بھی سوچا کہ کاروبار تجارت میں منہمک و مستغرق و مصروف ہو کر تمام تفکرات دُور ہو جائینگے اور خیالات کی یکسوئی اور تجارت کی دلچسپیاں زندگی کے بقیہ ایام عمدگی سے گذار دینگی۔

چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں خدیجہؓ نے اپنے حُسن تدبیر خوش سلیقگی اور خوش اسلوبی سے کاروبار تجارت کو ایسا آراستہ و پیراستہ کیا کہ دن بدن تجارت میں ترقی کی راہیں کھلتی اور منافع میں اضافہ پر اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اور شانہ ذہانت سے تجارت کی پیچیدہ سے پیچیدہ گتھیوں کو آپ نے سُلجھا کے رکھ دیا۔

اُن دنوں اس قریشی خاندان کی تجارت حجاز و عراق عرب کے

فوائد کو اپنے وسیع دامنوں میں لپیٹتی ہوئی شام و یمن تک جا پہنچی تھی
اُن ایام میں شام و یمن ہی دو ایسے عظیم الشان تجارتی مرکز تھے کہ دیگر
ممالک کے تجار وہاں اپنا اپنا مال بھیج کر خاطر خواہ منفعت سے مستفید
ہوتے تھے۔ اس لئے جنابہ خدیجہؓ کے زیادہ تر کارندے انہی عظیم الشان
تجارتی منڈیوں میں جا کر جنابہ خدیجہؓ کا مال تجارت فروخت کرتے
اور جنابہ خدیجہؓ دن رات تجارت کے نظم و نسق میں مصروف رہتیں۔

آہ۔ آج ہمارے زمانہ کی بہو بیٹیاں اور بیبیاں ہیں کہ کسی قسم
کی منفعت بخش تجارت کو سنبھالنا تو ایک طرف اپنے گھر تک کا انتظام
نہیں کر سکتیں نہ بچوں کی نگہداشت نہیں ہو سکتی۔ خانہ داری کے
اصول سے واقف نہیں۔ دس روپے کے اخراجات کا حساب کرنا
پڑ جاوے تو جان آفت میں آ جائے۔

گو جنابہ خدیجہؓ کے ماتحت بیسیوں یہودی غلام اور اہل عرب
مُلازم کام کرتے تھے مگر کاروبار کے روز افزوں ترقی پذیر ہونے کی وجہ
سے آپ کو ایک ایسے امین صادق کی ضرورت تھی کہ جو ان تمام مُلازمین
کا افسر اعلیٰ ہو۔ کہ جس کے زیر اقتدار تمام مُلازمین غیر ممالک میں مہم
تجارت کو سرانجام دیں۔

طاہرا اور طاہرہؓ

یہ وہ زمانہ تھا کہ جس کے ظہور کی خبریں قدیمی مقدس نوشتے
اور گرامی صحیفے دے چکے تھے ہاں ہاں یہی وہ زمانہ تھا کہ جس میں
ایک اولوالعزم رسولؐ کے مبعوث ہونے کی بشارتیں خدا کے برگزیدہ
رسولؑ اپنی اپنی کتابوں میں دے چکے تھے ہاں ہاں وہ مقدس اور
معجز نما ہستی عالم شہود میں جلوہ گر ہو چکی تھی اور وہ موعود و مسعود اپنی
زندگی کی پچیسویں سالانہ منزل طے کر رہا تھا۔ مگر تاج رسالت زیب سر
کرنے کا ابھی تک موقع نہیں آیا۔ اور ابھی تک پردۂ اخفا میں ہی اُسکی
رُوح القدس سے روحانی تربیت ہو رہی تھی اور کسی کو علم نہ تھا کہ
عرب کے سنگریزوں میں ایک جواہر پارہ بھی ہے اور ابھی تک وہ اصلی
وقت نہیں آیا تھا کہ جس کی نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام فرما گئے
تھے کہ "خدا سینا سے نکلا اور سعیر سے چمکا اور فاران کی چوٹیوں سے ظاہر
ہُوا۔ اُس کے داہنے ہاتھ میں شریعت روشن ہے اور ساتھ لشکر ملائکہ
کے آیا۔"

لیکن وہ اپنے مبارک و مقدس رویہ اور حُسن اخلاق اور دیانت امانت و
صداقت کے بہترین اوصاف سے متصف ہونے کی وجہ سے تمام اہل عرب

میں اپنی ممتاز شخصیت ثابت کر چکا تھا۔ اور اہل عرب آ۔ سے امین اور صادق کے معزز القاب سے یاد کرتے تھے لیکن اہل عرب کو معلوم نہ تھا کہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد یہ امین و صادق زمینوں اور آسمانوں میں محمدؐ الرسول اللہؐ کے مقدس و باعظمت کلمات سے پکارا جائے گا لیکن آج وہ زمانہ ہے کہ والدین کا سایہ سر پر نہیں دادا عبدالمطلب بھی وفات پا چکے تھے۔ لیکن چچا ابوطالب نے ایسے ناز و نعمت سے پرورش کی کہ آپؐ کو کبھی یتیمی کا صدمہ لاحق نہ ہوا۔

ابوطالب بھی اہل عرب میں ایک نامور تاجر تھے۔ مگر دفعتہً عرب میں قحط کی بلائے درماں نازل ہو جانے سے ان کی تجارت میں کسی قدر فرق آ گیا تھا کیونکہ کنبہ بہت بڑا تھا اور اخراجات بھی ترقی کر گئے تھے۔

اِدھر جنابہ خدیجہؓ نے عام اعلان کیا ہوا تھا کہ مجھے ایک قابل و متدین و امین کارندے کی ضرورت ہے۔ اتفاقاً جنابہ عاتکہ بنت عبدالمطلب آنکلیں مختلف تذکروں کے بعد بات یہاں تک پہنچی کہ خدیجہؓ بنت خویلد کو اپنے تجارت پیشہ ملازموں پر ایک افسر کی ضرورت ہے اگر میرا بھتیجا محمدؐ اس کام کو کرلے تو بہت اچھا ہے۔ سب نے رضامندی ظاہر کی اور عاتکہ ہی کو اس کام کے لئے وکیل بنایا گیا جو فوراً جنابہ خدیجہؓ

کے پاس پہنچیں خدیجہؓ نے ان کی نہایت تعظیم وتکریم کی اور مدارات کے
بعد تشریف آوری کی وجہ دریافت کی۔ عاتکہ نے جواب دیا کہ میں نے
سُنا ہے کہ تمہیں ایک اعلےٰ مُلازم کی ضرورت ہے۔ میرے خیال میں
میرا بھتیجا محمدؐ کہ جس کی امانت وصداقت اور قابلیت کی اس وقت تمام
عرب میں دھاک بیٹھی ہوئی ہے اس کام کو بوجہ احسن سرانجام پہونچائیگا
گو بظاہر یہ کام اُن کی خاندانی وجاہت کے خلاف ہے مگر میں نے ہی
بوجوہ چند اپنے بھائی ابوطالبؑ اور بھتیجے کو اس پر رضامند کیا ہے۔
بی خدیجہؓ یہ سُنکر بہت خوش ہوئیں اور کہا کہ اے سیّدۂ عرب
وقریش آپ کے بھتیجے محمدؐ کے حُسن اخلاق اور حُسن تدین اور حُسن قابلیت
کی پہلے بھی میں بہت کچھ تعریف وتوصیف سُن چکی ہوں۔ میری نہایت
خوش قسمتی ہوگی جو آپ اُنہیں بھیجدیں میرا خود بھی خیال تھا کہ میں آپکے
بھتیجے کو اس قسم کا پیغام بھیجوں مگر پھر اس وجہ سے تامل کیا کہ شاید
اُن کو ناگوار گذرے۔ مگر چونکہ اب آپنے خود ہی اس معاملہ کی سلسلہ جنبانی
کی ہے۔ اس لئے میں نہایت خوشی سے آپ کے فرمان کی تعمیل کرنے
کے لئے تیار ہوں۔ آپ مطمئن رہیں میں اُنہیں بطور مُلازموں کے نہیں
سمجھوں گی بلکہ اُن کی خدمت میں ایک معقول اور خاطرخواہ معاوضہ
پیش کروں گی۔ پس بہتر ہے کہ قافلہ تجارت کی روانگی کے قبل وہ مجھ سے

آکر ملجائیں کیونکہ میں اُن سے معاملات تجارت وغیرہ کے متعلق کچھ گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔ غرضکہ جنابہ عاتکہ گئیں اور اپنے بھائی اور بھتیجے کو یہ خوشخبری سُنائی۔ اور اُنہیں اپنے ساتھ لے آئیں۔ اللہ اللہ محبوبیت اور رسالت کی تجلیاں ابھی سے اپنی ضوفشانیاں کر رہی تھیں جسوقت خدیجہؓ کے محل میں جناب محمدؐ داخل ہوئے تو خدیجہؓ ایک پُرتکلّف مسند پر بیٹھی ہوئی تھیں توریت زیر مطالعہ تھی اور سامنے ایک باریک پردہ چھوڑا ہُوا تھا۔ آپؐ کو دیکھتے ہی خدیجہؓ معہ خداموں کے تعظیماً استادہ ہوگئیں اور انھی تجلّیات نے کچھ ایسا مرعوب کیا کہ کوئی بات مُنہ سے نہ نکل سکی۔ صرف اسی قدر کہا کہ بہت بہتر میرا مال تجارت تیار ہے آپ انہیں کہدیں کہ گھر سے تیار ہو کر تشریف لے آویں میں معاوضہ میں دُو شتر پیش کردں گی۔

غرضکہ جناب محمدؐ گھر آکر لباس سفر سے ملبوس ہوئے اور اپنے گھروالوں سے رخصت ہو کر بی خدیجہؓ کے پاس تشریف لائے۔ اور ایک طرف متانت اور تمکنت سے بیٹھ گئے۔

بی خدیجہؓ نے اپنے غلام میسرہ کو طلب کر کے حکم دیا کہ اے میسرہ

دیکھو محمدؐ تمام عرب اور قریش میں ایک ممتاز شخصیت رکھتے ہیں اور یہ بھی ہماری طرح ایک معزز قریش ہیں ان کو تم اپنی طرح مُلازم نہ سمجھنا بلکہ اپنے آپ کو ان کا غلام و خدمتگار تصور کرنا۔ سفر میں ان سے کہیں علیحدہ نہ ہونا۔ ان کی رائے صائب کو بسر و چشم تسلیم کرنا۔ خورد و نوش کا نہایت عمدہ انتظام رکھنا۔ خاطرداری اور خدمتگذاری میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ قریش اور بنو ہاشم کے سامنے مجھے شرمسار ہونا پڑے۔ اگر تو نے دوران سفر میں ان کے آرام و آسائش کیلئے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا تو میں تجھے معقول انعام دوں گی اور ممکن ہے کہ شاید تو آزاد بھی ہو جائے۔

بعد ازاں میسرہ کو ایک نہایت بیش قیمت اور پُر تکلف خلعت دیا اور ایک نہایت خوبصورت اونٹ ساز و سامان سے آراستہ کر کے اُس کے حوالے کیا۔ اور کہا کہ مکہ سے باہر نکل کر اونٹ کی مُہار اس فخر قریش کے ہاتھ میں دینا۔ لیکن جب شہر اور اہلِ قوم سے دوُر ہو جاؤ تو یہ قیمتی لباس اس سیّد عرب کو پہنا دینا اور اُنہیں اس اونٹ پر سوار کرا دینا اور خود مُہار تھام کر بطور ساربان آگے آگے چلنا۔

میسرہ نے آداب بجالا کر عرض کیا کہ مَیں بدل و جان آپکے ارشاد کی تعمیل کروں گا۔ اور اس فخر قریش کو ہرگز ہرگز کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی

آپ اطمینان خاطر رکھیں۔

غرضکہ جناب محمد (صلعم) اس قافلہ کے ساتھ ع
مال خدیجہؓ لیکے گئے سوئے مُلک شام

لیکن جب بصرہ کے قریب پہونچے تو وہاں قیام کیا گیا۔ پاس ہی راہب کی خانقاہ تھی اُس نے جناب محمد صلعم کو دیکھ کر فوراً پہچان لیا کہ یہی وہ اولوالعزم رسولِ مقبول ہے کہ جس کے نام مقدس کا ربع مسکون اور شش جہت عالم میں ڈنکہ بجے گا۔ اُس نے خزیمہ بن حکم سلمی کو جو جنابہ خدیجہؓ کے رشتہ دار تھے اس بات سے آگاہ کیا کہ آپ سفر شام کا ارادہ ترک کر دیں کیونکہ شام کے یہودی ان کو پیغمبر پہچان کر ان کے ساتھ سخت دشمنی کرینگے پس انہوں نے سفر شام کا ارادہ فسخ کر دیا اور جناب محمد (صلعم) وہیں بصرے کی تجارتی منڈی میں مال فروخت کرنے کے لئے روانہ ہوئے خدا کے فضل و کرم سے جناب محمد (صلعم) کا مال تجارت سب سے پہلے فروخت ہوا اور ہر سال سے دوگنا منافع حاصل ہوا اور فروخت مال میں کسی قسم کی دقت بھی واقع نہ ہوئی۔ اسی طرح دیگر قافلہ والوں کا بھی سامان فروخت ہو گیا تو قافلہ واپس لوٹا۔

اور جب مکہ معظمہ تین منزلیں رہ گیا تو سیدنا ابوبکر صدیق ؓ نے میسرہ سے کہا کہ حسب دستور قدیم جنابہ خدیجہؓ کو قافلہ کے مع الخیر

پہونچنے کی اطلاع دینی چاہئے۔ میرے خیال میں اگر جناب محمدؐ کو بھیجا جائے تو نہایت مناسب ہوگا۔ غرضکہ میسرہ نے اُسی وقت ایک اونٹ زیور اور ساز و سامان سے آراستہ کرکے اور جناب محمدؐ (صلعم) کو اُس پر سوار کراکر جنابہ خدیجہؓ کے پاس روانہ کیا۔ اُدھر تو یہ فخر عرب و سردار قریش اور نازش بنوہاشم قافلہ کی خبر لئے جنابہ خدیجہؓ کے محلات کیطرف چلا آرہا تھا اور ادھر جنابہ خدیجہؓ معہ اپنی خواص کے محل کی بالائی منزل میں بیٹھی انتظار کررہی تھیں۔ باوجودیکہ بادسموم تیزی سے چل رہی تھی شدت کی دھوپ۔ تمازت وحدت شمسی نے ہر چیز کو انگارہ بنا رکھا تھا کہ ناگاہ ایک صبار فتار شتر سوار پر نظر پڑھی۔ نفیسہ آپ کی سہیلی جو اُس وقت پاس ہی بیٹھی تھی وہ کہتی ہے کہ ہم سب نے اُس سوار کے سر پر ایک راحت افزا لکۂ ابر کو سایۂ فگن دیکھا۔ آخر معلوم ہُوا کہ جناب محمدؐ (صلعم) ہیں۔

جناب سرور عالمؐ نے قافلہ کی آمد کی خبر دی اور میسرہ کا خط پیش کیا جنابہ خدیجہؓ خط پڑھ کر نہایت مسرور ہوئیں اور وہ اونٹ جس پر سرور کائناتؐ سوار تھے مع تمام ساز و سامان کے حضورؐ کو دیدیا اُسی وقت خط کا جواب لکھ کر اپنی مُہر ثبت کی اور خاطر مدارات کرنے کے بعد کہا کہ یہ خط واپس قافلہ میں لے جایئے اور جلد واپس تشریف

لائے کچھ دنوں کے بعد یہ قافلہ مکّہ معظّمہ میں وارد ہُوا۔اور خزیمہ اور میسرہ
نے وہ تمام غیر معمولی واقعات اور حالات خرق عادات جو اثنائے سفر میں
ظہور پذیر ہوئے اور نسطورا راہب کی زبانی سُنے تھے جنابہ خدیجہؓ کو تفصیلوار
سُنائے۔ جسے جنابہ خدیجہؓ نے نہایت دلچسپی سے سُنا اور مال تجارت
کی بیجا منفعت سُن کر اور بھی زیادہ خوش ہوئیں اس خوشی میں اُس شہزادی
عَرب نے جناب محمدؐ کو معینہ اُجرت سے المضاعف دیا۔اور دس ہزار
درم دے کر میسرہ کو آزاد کر دیا۔اور حضور انورؐ خوشی خوشی گھر میں تشریف
لاکر اپنے چچا ابو طالب سے ملے۔ان کی خوشی کی بھی کوئی انتہا نہ تھی +

جنابہ خدیجہؓ کا خواب

اس واقعہ سے کچھ عرصہ قبل جنابہ خدیجہؓ نے ایک خواب دیکھا تھا
کہ آسمان سے چاند اُن کی گود میں آپڑا ہے۔اور اُس کے نُور سے تمام
کائنات منوّر ہو گئی ہے۔جنابہ خدیجہؓ نے یہ خواب لکھ کر بحیرہ راہب کے
پاس بھیجا جو علم تعبیر میں اُسوقت یکتائے عرب تھا اُس نے اس خواب کی
یہ تعبیر لکھکر بھیجی کہ اے ملکۂ قریش اس کی تعبیر یہ ہے کہ ایک اولوالعزم
رسولؐ جو کہ ملک عرب میں پیدا ہو چکا ہے عنقریب تمہیں اپنے نکاح میں
لائے گا اور تمام جہان اُس کے مذہب کے انوار سے متجلی اور ضو پذیر

ہو جائے گا۔

اب جنابۂ خدیجہؓ کو جناب محمدؐ (صلعم) کی شکل و شباہت دیکھ کر اور سفر شام کے عجائبات اور نسطور راہب کی پیشگوئیاں اور کاہنہ عورتوں کی خوشخبریاں سُن سُن کر طرح طرح کے خیالات پیدا ہو رہے تھے اور اپنے خواب کی طرف بار بار ذہن منتقل ہوتا اور جناب محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اوصاف حسنہ سُن سُن کر دل خود بخود اُس طرف مائل ہو رہا تھا۔ اب طبیعت میں ایک خاص قسم کا سوز ایک قسم کا ذوق ایک قسم کی لذت اور ایک خاص قسم کا استغراق رہنے لگا۔

غرضکہ جنابہ خدیجہؓ کے دل میں اب یہ یقین راسخ ہوتا چلا جا رہا تھا کہ جناب محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) ضرور ہی منصب رسالت پر سرفراز ہونے والے ہیں۔

طاہرہؓ طاہر کے نکاح میں

اب جنابہ خدیجہؓ نے سابقہ خیالات کو ترک کر دیا اور یہ عزم مصمم کر لیا کہ میں ضرور ہی جناب محمدؐ (صلعم) سے شادی کروں گی۔ کیونکہ قدرت کو بھی یہی منظور تھا۔ کہ جو مقتدر ہستی کسی زمانہ میں طاہرہؓ کے

نام سے پکاری گئی ہے وہ ضرور جناب محمدؐ (صلعم) کے سلسلہ مناکحت
میں داخل۔ کیونکہ جناب محمدؐ (صلعم) بھی عنقریب طاہرؐ کے پیارے
نام سے پکارے جانے والے ہیں ہاں نہایت مناسب ہے کہ
طاہرہؓ طاہرؐ کے پہلو میں بیٹھے اور طاہرہ و طاہر پر چادر تطہیر کا سایہ ہو۔
ایک طرف تو یہ خیال کہ میں ایک اولوالعزم رسولؐ کی زوجہ
بن کر تمام عالم کی سردار بن جاؤں گی۔ بھلا اس سے بڑھ کر میری کیا
خوش قسمتی ہو سکتی ہے۔ ساتھ ہی اس کے یہ وسوسے بھی پیدا ہوئے
کہ لوگ کیا کہینگے کہ ایک خانماں برباد یتیم سے ایک ملکۂ عرب نے شادی
کرلی۔ خدا جانے کیا کیا تہمتیں نہ تراشیں۔ ساتھ ہی اس کے یہ بھی خیال
پیدا ہوتا کہ محمدؐ (صلعم) ہی ممکن ہے کہ میرے ساتھ نکاح کرنے پر رضامند
نہ ہوں۔ کیونکہ میں ایک چالیس سال کی بیوہ عورت اور وہ ۲۵ سال
کے نوجوان نا کتخدا۔

یہ انہیں تفکرات اور تردداتت میں سرگرداں و غلطاں تھیں کہ
اتفاقیہ نفیسہ ان کے پاس آنکلیں۔ اور جنابہ خدیجہؓ کو کسی قدر آشفتہ
خاطر دیکھ کر مستفسر ہوئیں کہ نصیب اعدا کس اُلجھن میں ہو؟ جنابہ
خدیجہؓ نے پہلے تو اِدھر اُدھر کی گفتگو سے ٹالنا چاہا۔ مگر نفیسہ کو بھی
کوئی خاص بات کھٹکتی تھی اس لئے وہ بضد اور مُصر ہوئی اور کسی قدر

آزردہ خاطر ہوکر کہا کہ کیا اب میں ایسی ہی غیر معتبر ہوگئی ہوں جو مجھ سے اسقدر اخفار کھا جاتا ہے میرا تو خیال ہے کہ اگر میرے متعلق کوئی خدمت ہوئی تو میں لہو پانی ایک کردوں گی۔ اور حتمی وعدہ کرتی ہوں کہ آپ کی پریشانیٔ خاطر رفع کرنے میں مجھے ضرور کامیابی ہوگی۔

آخر نفیسہ کی موثر تقریر نے جنابہ خدیجہؓ کو قائل کرالیا جنابہ خدیجہؓ نے جناب محمدؐ (صلعم) کے اوصاف بیان کرکے اُن کے ساتھ نکاح کرنے کی حسرت ظاہر کی۔

نفیسہ نے کہا کہ پیاری بیگم یہ بات ہی کونسی ایسی اہم ہے دیکھو تو میں ابھی جاکر ان کو اس نیک کام پر آمادہ کرتی ہوں۔ میں امید کرتی ہوں کہ جناب محمدؐ (صلعم) کا پاکیزہ اور ہمدرد دل ہرگز میری درخواست مسترد نہیں کرے گا۔

جنابہ خدیجہؓ نے خوش ہوکر کہا کہ اے نفیسہ اگر تو میرا یہ کام کردے تو میں تجھے مالامال کردوں۔

نفیسہ یہاں سے رخصت ہوکر ابوطالبؓ کے گھر پہونچی اور جناب محمدؐ (صلعم) سے ملاقات کی۔ خیر وعافیت دریافت کرنے کے بعد کہا کہ اے فخر قریش ماشاءاللہ آپ بالغ ہوچکے ہیں کسی شریف خاتون عرب سے آپ سلسلۂ ازدواج قائم کیوں نہیں کرلیتے؟ جناب

محمدؐ (صلعم) نے فرمایا کہ اے نفیسہ آپ کہتی تو بجا ہیں لیکن مَیں مجبُور ہوں کہ ناداری اور بے زری کے ہوتے ہوئے یہ کام کیسے ہو سکتا ہے نفیسہ نے کہا کہ آپ اس بات کا کوئی فکر نہ کریں۔ اگر آپ کے ہی خاندان کی کوئی معزّز اور متموّل عورت آپ کے ساتھ نکاح کرنے پر آمادہ ہو تو کیا آپ اس پر رضامند ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ آخر وہ کون عورت ہے۔ نفیسہ نے کہا کہ ملکۂ عرب خدیجہؓ بنت خویلد۔ آپ نے یہ سُنکر بتبسم انگیز مسرت کے ساتھ فرمایا کہ نفیسہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ نفیسہ نے کہا کہ آپ مطمئن رہیں گویا سمجھیں کہ یہ کام ہو گیا۔ لو میں اب جاتی ہوں اور جا کر پیغام بھجواتی ہوں اِدھر جنابہ خدیجہؓ منتظر تھیں کہ دیکھئے نفیسہ کیا خبر لاتی ہے۔ اتنے میں نفیسہ شاداں و فرحاں دوڑتی آئی اور جنابہ خدیجہؓ کو مژدہ جانفزا سُنایا بھلا اب جنابہ خدیجہؓ کی مسرّت اور سرورُ ابتہاج کی کیا انتہا تھی۔ فوراً اپنے تمام متعلقین و اعزہ اور چچا کو رضامند کر لیا۔ بھلا خدیجہؓ کے رشتہ داروں کو تامل ہی کیوں ہو سکتا تھا جناب محمد (صلعم) کے اوصاف پسندیدہ کی تمام عرب میں دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ ہر ایک عرب آپ کو امین اور صادق کہکر پُکارتا تھا۔ خدیجہؓ کے لئے محمدؐ سے بڑھکر شوہر کہاں مل سکتا تھا۔ جنابہ خدیجہؓ نے عمر بن اسد اپنے چچا۔ اور ورقہ بن نوفل اپنے چچازاد بھائی کو جناب ابی طالب کے

پاس بھیجا۔ ابی طالب نے جناب محمد (صلعم) سے دریافت کیا۔ جناب محمد (صلعم) نے سعادتمندانہ انداز میں کہا کہ اگر آپ کو یہ رشتہ منظور ہے تو مجھے بھی منظور ہے۔ بھلا حضرت ابی طالب کے لئے اس رشتہ سے بڑھکر اور کونسا رشتہ ہو سکتا تھا۔ فوراً منظور کر لیا غرضکہ جناب محمد (صلعم) کے چچا نے جنابہ خدیجہؓ کے چچا کو مبارکباد دی۔ تاریخ نکاح مقرر کی گئی۔ تمام عرب میں یہ خبر بجلی کی طرح پھیل گئی اور ہر ایک عرب نے اس خبر کو مسرت و اطمینان کے ساتھ سُنا۔ جب تاریخ نکاح کے دن بہت تھوڑے رہ گئے تو جناب محمد (صلعم) کسی قدر مضطرب الحال ہو گئے کیونکہ نوشاہ بننے والا پُر تکلف لباس جناب کے پاس نہ تھا اور یہ تو ایک اقتضائے فطرت انسانی ہے کہ جب کوئی شخص اپنے سے زیادہ کسی متمول اور بظاہر معزز و امیر آدمی سے ارتباط و اختلاف و تعلق پیدا کرنا چاہتا ہے تو اُسی شخص کی حیثیت و وضعداری اور پوزیشن کے مطابق اُسے اپنے ملبوس طمطراق و وضعداری اور فرنیچر وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ) کو کسی طرح عِلم ہو گیا یا خداوند تعالےٰ نے اُن کے دل میں یہ بات ڈالدی وہ جناب محمد (صلعم) کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے امین عرب اور فخر قریش مَیں تمہیں کچھ آزُردہ خاطر پاتا ہوں۔ آپ نے جواب دیا کہ اسے امیر قریش امروز فردا میں

میری شادی ہونے والی ہے اور میرے پاس ایسا لباس نہیں کہ جو بنت خویلد کی شان کے شایاں ہو۔ جناب ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ) متبسم ہوکر فرمانے لگے کہ آپ کیوں کسی بات کا فکر کرتے ہیں آپؐ کے دادا عبدالمطلب مرحوم ایک ہزار اشرفیاں اور چند پُرتکلف قیمتی پارچات میرے پاس بطور امانت سپرد کر گئے ہوئے ہیں۔ اور اُن کی وصیّت تھی کہ یہ سب کچھ میں اُس وقت آپؐ کی خدمت میں پیش کروں کہ جب آپؐ کو نہایت اہم ضرورت پیش آئے میرے خیال میں اس سے بڑھ کر اور کونسا نازک موقع آئے گا پس آپؐ اپنی امانت لے لیجئے۔ یہ کہکر ابوبکرؓ فوراً واپس گھر آئے اور ایکہزار اشرفیاں اور چند بہترین ملبوسات لاکر دیدیئے۔

اِدھر جنابہ خدیجہؓ نے بھی ایک پُرتکلف نوشاہی ملبوس تیار کرواکر آپؐ کی خدمت میں بھیجدیا۔ حضورؐ انور نے وہ جوڑا رکھ لیا۔ آخرالامر شادی کی مُبارک ومسعود تقریب کا وقت آیا جنابہ خدیجہؓ کا محل رسوم عرب کے مطابق طرح طرح کے عربی وشامی ورومی سامان آرائش سے آراستہ وپیراستہ کیا گیا۔ جناب ابوطالبؓ رؤساء عرب وشرفاء قریش کی ایک مقتدر برات اور جناب محمدؐ (صلعم) کو دولہا و نوشاہ بناکر جنابہ خدیجہؓ کے محل میں جلوہ افروز ہوئے جنابہ خدیجہؓ کے متعلقین

واعزہ نے خوش آمدید مرحبا کہی۔ خاطر مدارات کرنے کے بعد جناب ابوطالبؑ اٹھے اور یہ فصیح و بلیغ خُطبۂ نکاح پڑھنا شروع کیا جس کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے؛

ترجمۂ خُطبۂ نکاح

حمد اُس اللہ کی جس نے ہمیں ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کی نسل سے کیا اور معد نضر کی اصل سے پیدا کیا اور اپنے حرم کا ہم کو محافظ و پیشوا بنایا اور حاکم فرمایا تحقیق محمد (صلعم) میرے بھائی عبداللہ کا بیٹا ہے اور وہ بلند مرتبہ رکھتا ہے اگر اُس کا موازنہ کسی قریش مرد سے کیا جائے تو فضل عقل اور شرافت و عظمت میں وہ بڑھ کر نکلے گا۔ اگرچہ وہ مالدار نہیں ہے لیکن مال مثل سایہ کے ہے۔ اور جو کم بھی ہو جاتا ہے اور اُس کی قرابت جو میرے ساتھ ہے وہ سب جانتے ہیں۔ اب وہ چاہتا ہے کہ بیس[۲] اونٹوں کے معاوضہ میں خدیجہؓ بنت خویلد سے نکاح کرے اور قسم ہے اللہ کی کہ محمد (صلعم) کو مرتبۂ عظیم اور امر جلیل در پیش ہے جناب ابوطالبؓ جب خُطبہ پڑھ چکے تو جنابۂ خدیجہؓ کے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل نے ایک مختصر سا خطبہ پڑھا۔

جب ورقہ بن نوفل خطبہ ختم کر چکے تو جناب ابی طالب نے خدیجہؓ

کے چچا عمرو بن اسد سے کہا کہ آپ بھی خطبۂ نکاح میں کچھ حصہ لیں۔ چنانچہ وہ بھی کھڑے ہوئے اور حاضرین مجلس کو مخاطب کر کے کہنے لگے کہ یا معشر العرب! تم گواہ رہنا کہ میں اپنی بھتیجی خدیجہؓ بنت خویلد کو محمدؐ ابن عبداللہ کے نکاح میں دیتا ہوں"

بعد ازاں جناب محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اور جنابہ خدیجہؓ کا آپس میں ایجاب و قبول ہوا۔ حاضرین محفل نے ایک دوسرے کو تہنیت آمیز دعائے خیر دی اور آخر میں مجلس نکاح مسرت انگیز جذبات کے ساتھ برخاست ہوئی جناب ابو طالبؓ نے دوسرے دن دعوت ولیمہ کی اور تمام رؤسائے قریش کو مدعو کیا۔

ادھر جنابہ خدیجہؓ نے اپنی لونڈیوں کو حکم دیا کہ نغمہ ہائے تہنیت دف کے ساتھ گائیں اور پھر انہیں اپنی نکاح کی خوشی میں آزاد کر دیا

سر ولیم میور کی غلط بیانی

تعصب تو بعض مورخین یورپ کی گھٹی میں پڑا ہوا ہے۔ اسلام سے تعلق رکھنے والا خواہ کوئی ادنےٰ سا بھی واقعہ ہو لیکن وہ اس میں خواہ مخواہ ایک بدنما پہلو نکالنے سے نہیں چوکتے ہیں چنانچہ سر ولیم میور مورخین یورپ میں بلحاظ تعصب انگیز غلط نگاری کے ایک خاص امتیازی

درجہ رکھتے ہیں وہ کسی موید تعارف کے محتاج نہیں ہیں چنانچہ اُنہوں نے جنابہ خدیجہؓ اور جناب محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اس شادی کا بھی ایک فرضی تاریک پہلو دکھانے کی کوشش کی ہے یعنی وہ لکھتا ہے۔

خدیجہؓ نے اپنے باپ کی مرضی کے خلاف محمدؐ (صلعم) سے شادی کرنی چاہی تھی اس لئے جس وقت نکاح کی تاریخ آئی تو اُس نے ایک گائے ذبح کی اور اپنے باپ کو کھلائی اور خوب شراب پلائی۔ جب وہ نشہ میں خوب چور ہو گیا تو اُسی وقت محمدؐ (صلعم) کو بلا بھیجا۔ خویلد نے نشہ کی حالت میں اپنی بیٹی کا خطبۂ نکاح پڑھ دیا۔ لیکن جب ہوش آیا تو اُسنے چاروں طرف نظر کی۔ اور گائے کا ذبح ہونا۔ کھانے کا پکنا اور براتیوں کا اجتماع اُس کی سمجھ میں نہ آیا اُس سے بیان کیا گیا کہ محمدؐ (صلعم) تیرے داماد ہیں۔ اور تو نے ابھی اپنی بیٹی ان کی زوجیت میں دیدی ہے۔ یہ سُنتے ہی خدیجہؓ کا باپ مارے غصہ کے کانپنے لگا اور کہنے لگا کہ ہرگز میں اپنی حسین بیٹی قریش کے ایک غریب لڑکے سے نہ بیاہوں گا بڑے بڑے عربی رئیس اس کے خواہشمند ہیں۔ اِس بات کو سُن کر محمدؐ (صلعم) کے چچاؤں کو غصہ آگیا اور اُنھوں نے نہایت سخت لہجہ میں جواب دیا کہ ہم نے تیری لڑکی کی خواہش نہیں کی تھی بلکہ اُسنے اپنی خوشی سے ہی درخواست پیش کی تھی اور اُسی کی تحریک سے یہ شادی ہوتی بھی ہے۔

غرض طرفین سے اس قدر تیزی برتی گئی کہ تلواریں کھچ گئیں۔ مگر یکایک خدیجہ کا بوڑھا باپ ٹھنڈا پڑ گیا اور باہم مصالحت ہو گئی"۔

قُربان جائیں سر ولیم کی دروغ بافی کے۔ تاریخ عرب سر ولیم میور کی اس سراپا تکذیب و افترا تاریخ دانی پر شیم شیم کے آوازے کس رہی ہے سر ولیم میور کو اتنی بھی خبر نہیں کہ جس وقت جنابہ خدیجہؓ کا جناب محمدؐ (صلعم) کے ساتھ نکاح ہُوا ہے اُس وقت خدیجہؓ کا بوڑھا باپ انتقال کر چکا تھا اور اگر تھوڑی دیر کے لئے سر ولیم میور کی خاطر خدیجہؓ کے مُردہ باپ کو زندہ ہی تصور کر لیا جائے تو میور کی طبع زاد اور مصنوعی لٹریری مشین کی ڈھلی ہوئی عبارت کچھ ایسی متضاد و مجہول و مسخر انگیز ہے کہ اگر اُس پر اعتراضات کی بوچھاڑ اور تنقیدی ہنٹر لگائے جائیں تو جناب کا حلیہ بگڑ جائے۔

سر ولیم کا یہ لکھنا کہ خدیجہؓ نے اپنے باپ کی مرضی کے خلاف شادی کرنی چاہی تھی"۔ کیوں صاحب باپ کی مرضی کے خلاف کیوں چاہی تھی۔ کیا باپ سے خدیجہؓ نے استمزاج کیا تھا اور باپ نے انکار کر دیا تھا۔ اور اگر نہ بھی استمزاج کرتی

تو خدیجہؓ خود مختار تھی تمام کاروبار کی مالک تھی۔ تین بچوں کی ماں تھی۔ چالیسؔ سال کی تجربہ کار عورت تھی۔ اُسے کون روکنے والا تھا کیا وہ بچی تھی نابالغ تھی جو باپ سے استمزاج کرتی۔ اور پھر باپ اپنی چالیسؔ سالہ بیٹی کے کسی جائز فعل پر معترض ہوتا۔

پھر جناب ولیم کا یہ لکھنا کہ اُس نے ایک گائے ذبح کی اور اپنے باپ کو کھلائی ‘‘ اس قدر فتنہ پردازی پر مبنی ہے کہ غصہ بھی آتا ہے اور ہنسی بھی۔ جناب ولیم نے یہ جھوٹ محض اسلئے تراشا ہے کہ ہندوؤں کے دل میں جنابہ خدیجہؓ کی طرف سے نفرت پیدا ہو۔ جناب ولیم یہ بہت دُور کی کوڑی لائے ہیں عام لوگ جناب ولیم کی اس شرارت کو نہیں سمجھ سکتے۔ مذاق عرب کے مطابق اگر جناب ولیم یہ لکھ دیتے کہ ایک اونٹ ذبح کیا گیا تھا تو سب لوگ تسلیم بھی کر لیتے۔

اور پھر یہ لکھنا کہ خوب شراب پلائی جب وہ نشہ میں خوب چور ہو گیا۔ ... . نشہ کی حالت میں خطبۂ نکاح پڑھ دیا لیکن جب ہوش آیا اجتماع وغیرہ دیکھ کر انکار کر دیا عجیب مضحکہ انگیز عبارت ہے۔

کیوں صاحب شراب پی تھی تو بوڑھے خویلد نے۔ خدیجہؓ کے چچا عمر بن اسد اور خدیجہؓ کے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل نے تو شراب نہیں پی ہوئی تھی اور گائے کے کباب نہیں کھائے ہوئے تھے۔ آخر وہ تو ہوش میں تھے انہوں نے اس برات کو کیوں اپنے مکان میں بیٹھنے دیا۔ اور پھر یہ بھی عجیب بات ہے کہ خویلد نشہ میں تو چور ہو جائے اور اپنی بیٹی سے یہ بھی نہ پوچھے کہ آج تم مجھے اس قدر شراب کیوں پلا رہی ہو۔ اور پھر طرفہ یہ کہ اسی وقت ہوش بھی آجائے۔ ہمارے خیال میں ایسے شراب میں چور آدمی کو تو کم از کم دوسرے دن ہوش آنا چاہئیے تھا۔ اور پھر نوبت بانیجا رسید کہ طرفین نے تلواریں نکال لیں۔ مگر یکایک خدیجہؓ کا بوڑھا باپ ٹھنڈا پڑ گیا۔ اور باہم مصالحت ہو گئی۔

ہاں صاحب براتی نکاح کرنے تھوڑا گئے تھے وہ تو لڑائی کرنے گئے تھے جو تلواریں ساتھ لیتے گئے۔ مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ بوڑھا خویلد یکایک ٹھنڈا کیوں پڑ گیا۔ اور تلواریں کھینچ کر پھر میان میں کیسے داخل ہو گئیں اور پھر باہم مصالحت بھی ہو گئی۔

ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ جناب سر ولیم میور نے خود گائے کا گوشت کھا کر اور کثرت سے شراب پی کر یہ غیر معقول مضمون تراشا ہے

ہم پوچھتے ہیں کہ خاندانِ خویلد کو جناب محمدؐ (صلعم) سے بڑھکر شوہر مل ہی کہاں سکتا تھا۔ تمام عرب تو اُنہیں صدیق و امین پکارتا تھا۔ اور اُن کی شرافت کے تمام قریش معترف تھے۔

سر ولیم کو چاہئے تھا کہ خویلد کے یکایک ٹھنڈا پڑ جانے کی وجوہ لکھتا اور یکایک وہ کیا اسباب پیدا ہو گئے کہ اُن کی باہم مصالحت ہو گئی۔ کیا وہ اس نکاح کو جو بخیال ولیم ناجائز طریق پر پڑھا یا گیا تھا فسخ نہیں کر سکتے تھے۔ ابن ہشام ابن اسحاق طبری وغیرہ نامور مورخین نے بروایاتِ صحیحہ لکھا ہے کہ اس نکاح کے وقت خویلد کا انتقال ہو چکا ہوا تھا۔ اور جناب خدیجہؓ کے چچا کی ولایت سے یہ نکاح عمل میں آیا +

میاں بیوی کا شجرۂ نسب

اس موقعہ پر ہم یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ جناب محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) اور خویلد بن اسد کا خاندان کوئی دو خاندان نہیں تھے بلکہ ایک ہی خاندان تھا اور پھر طرفہ یہ کہ والدہ کی طرف سے بھی جنابہ خدیجہؓ جناب محمدؐ (صلعم) کے ہی خاندان میں سے تھیں۔

چنانچہ جنابہ خدیجہؓ کا باپ کی طرف سے شجرۂ نسب اس طرح ہے۔

خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصیٰ اور قصیٰ جناب محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے جد امجد تھے۔

اور والدہ کی طرف سے شجرۂ نسب اس طرح ہے۔

خدیجہؓ بنت فاطمہ بنت زائدہ بنت اصم بن ہرم بن واحہ بن حجر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوئیٰ۔ اس سلسلہ سے بھی جنابہ خدیجہؓ جناب محمدؐ (صلعم) کے شجرہ میں داخل ہیں۔

بھلا یہ کیونکر ممکن تھا کہ خاندان خدیجہؓ جناب محمدؐ

(صلے اللہ علیہ وسلم) سے نسبت کرنے میں انکار کرکے اپنے
ہی خاندان کی توہین کرتا جس معزز اور شریف خاندان سے
خدیجہ رضہ تھیں جناب محمد (صلعم) بھی تو اُسی خاندان میں سے تھے
کوئی غیر نہ تھے

ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ طرفین کا باتفصیل شجرہ درج کردیں۔

عدنان
|
معد
|
الیاس
|
مدرکہ
|
نضر
|
فہر ——— مالک
|
غالب ——— لوی ——— عامر

کعب	معیص
مرہ	عبد
کلاب	حجر
قصی	رفعہ
عبدالمناف	حرلم
ہاشم	اصم
عبدالمطلب	زائدہ
عبداللہ	فاطمہ
محمد (صلعم)	خدیجہ

حضرت خدیجہ (رضی اللہ تعالےٰ عنہا) کی فرمانبرداری

شادی کے بعد جناب محمدؐ (صلعم) جنابہ خدیجہؓ کے ہی محل میں تشریف لے آئے۔ حضرت خدیجہؓ نے جناب کو اپنے تمام مال و متاع اور زر و جواہر کا مُختارِ کل بنا دیا۔ اور کھُلے الفاظ میں کہہ دیا کہ آپ میری تمام جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کے مالک و مختار ہیں۔ جس طرح چاہیں مصرف میں لائیں۔ جب آپ میرے مالک ہیں تو میرے گھر کے مالک کیوں نہ ہیں غرضکہ جنابہ خدیجہؓ ایک فرمانبردار و فاشعار جان نثار اور شوہر پرست بیوی کی طرح جناب محمدؐ (صلعم) کے ہر قول و فعل پر جان دیتی تھیں آپ کی اطاعت و فرمانبرداری اپنی راحت اور فرض اولیٰ تصور کرتی تھیں۔ جناب محمدؐ (صلعم) جس طرح چاہتے زر و مال کو صرف کرتے جنابہ خدیجہؓ نے کبھی کسی قسم کا تعرض نہیں کیا۔ اُنہیں تو صرف اپنے عظیم المنزلت شوہر کی خوشنودی مدنظر تھی۔ زیادہ تر تو جنابہ خدیجہؓ کو اس مبارک اور مقدس زمانہ کا انتظار و اشتیاق تھا کہ جب جناب محمدؐ (صلعم) تاج نبوت اور خلعت

رسالت پہن کر اور ہادی شریعت بن کر دنیا میں اعلان توحید کرنے والے تھے۔ کیونکہ اُن کی دلی خواہش تھی کہ وہ اپنی حین حیات میں وہ پُر جلال باقبال اور شان وشکوہ والا زمانہ دیکھ لیں اور اُن تجلیات ربانی اور فیوضات رحمانی سے وہ بھی کچھ مستفید و مستفیض ہوں اُن کے دل میں یہ ایک پیاری حسرت تھی اور ایک پیاری تمنا تھی کہ میں ایک اولوالعزم رسولؑ کی بیوی کہلا کر جان دوں۔

اس دوران میں جناب خدیجہؓ نعمت اولاد سے بھی مشرف ہوتی رہیں جناب محمدؐ (صلعم) سے آپ کے ہاں چھ بچے پیدا ہوئے دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں۔ سب سے پہلے حضرت قاسمؓ پیدا ہوئے جو چار سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ پھر جنابہ زینب بعد پھر حضرت عبداللہ طیب طاہر لقب پھر رقیہ پھر ام کلثوم۔ پھر فاطمہ زہراؓ۔ جناب قاسمؓ کے نام پر حضورؐ انور نے اپنی کنیت ابوالقاسمؓ تجویز کی تھی۔ حضرت عبداللہ دو سال کی عمر میں وصال فرما گئے تھے۔

خلوت نشینی اور نزولِ وحی

غرضکہ شرف نبوت کا وقت اب قریب آرہا تھا حضور سرور کائنات کو خوض و فکر کی عادت بہت تھی۔ ہمیشہ خدا کی قدرتوں صنعتوں۔ حکمتوں اور مخلوقات کی فطرتوں میں بہت کچھ غور وتفکر فرمایا کرتے تھے اور اکثر مراقبہ میں مشغول رہتے جب آپ کی عمرِ مبارک ۳۵ سال سے متجاوز ہوگئی تو آپ کو خلوت وگوشہ نشینی کی طرف زیادہ رغبت ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ حضور علیہ السلام کا یہ دستور ہوگیا تھا کہ کچھ دنوں کا کھانا لے کر غار حرا میں تشریف لے جاتے اور تنہائی میں خدا کی عبادت کرتے اور اُس کی قدرتوں اور صنعتوں میں غور وخوض کیا کرتے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے جب دیکھا کہ آپؐ کئی کئی روز تک غار حرا میں تشریف رکھتے ہیں تو آپ کو سخت پریشانی ہوئی خیال ہوا کہ کہیں آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔ کیونکہ غار حرا مکۂ معظمہ سے تین کوس کے فاصلہ پر تھا۔ دوسرے

غار کچھ ایسا خطرناک اور دہشتناک واقع ہُوا تھا کہ دیکھنے سے انسان کے حواس خطا ہوتے تھے پھر اُس پر آپؐ کی تنہائی۔ اس لئے جنابہ خدیجہ (رضی اللہ تعالےٰ عنہا) گاہے گاہے اپنے پیارے شوہر جناب محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) کیساتھ غار حرا میں تشریف لے جاتیں۔ اور دُور سے آپؐ کو ٹکٹکی باندھ دیکھتی رہتیں۔ بعض اوقات جنابہ خدیجہؓ اپنے شوہر کیلئے غار حرا میں کھانا بھی لے جاتیں۔

سبحان اللہ! شوہر پرستی ہو تو ایسی ہو۔ وفاشعاری ہو تو ایسی ہو۔ فرمانبرداری ہو تو ایسی۔ کیا آج کل کی کوئی ایسی معزز و متمول اور ناز و نعمت میں پروردہ عورت شوہر پرستی کی ایسی نظیر پیش کرسکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

غرضکہ جب حضور سرور کائناتؐ کی عمرؐ کا چالیسواں سال پورا ہو گیا تو اکتالیسویں سال کے پہلے روز جبکہ آپؐ حسب معمول غار حرا میں خلوت نشین اور جلوہ افروز تھے اور خدا کی یاد میں محو تھے کہ ناگاہ حضرت جبرئیل علیہ السلام وارد ہوئے اور جناب محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کہا کہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ

الذی علّم بالقلم علم الانسان مالم یعلم" یعنی پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے بنایا آدمی کو لہو کے پھٹکے سے۔ پڑھ اور تیرا رب کریم ترین ہے جس نے لکھایا قلم سے۔ سکھایا انسان کو جو نہ جانتا تھا۔

آپ نے پڑھا اور سب حقیقت اور ماہیت کائنات اور ماورائے کائنات آپ پر منکشف ہو گئی۔ اِسی کا نام علم لدُنّی ہے۔

حضور علیہ السلام نے جب اسرار الٰہی کو دیکھا اور عالم بالا کی کیفیت آپ پر کھل گئی اور جلال خداوندی کی ہیبت دل پر چھا گئی اُس وقت آپؐ کو سخت گھبراہٹ لاحق ہوئی۔

اسی مضطرب الحالی میں جناب محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) گھر تشریف لائے اور جنابہ خدیجہؓ سے تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ مجھے تو اپنی جان کے لالے پڑ گئے ہیں۔

جنابہ خدیجہؓ نے خوش ہو کر فرمایا کہ خوش ہو جئیے خدا کی قسم اللہ آپؐ کو کبھی ضائع اور رُسوا نہ کرے گا۔ آپ صلہ رحم کرتے ہیں اور سچ بولتے ہیں۔ دُکھ والے کا دُکھ برداشت کرتے ہیں۔ مفلس کو دیتے ہیں۔ مہماں نوازی کرتے ہیں اور بھلے کاموں میں مدد کرتے ہیں۔

اس کے بعد یہ بھی فرمایا کہ آج آپ کے چہرہ مُبارک پر نُور برس رہا ہے۔ جو اس سے پہلے کبھی نظر نہ آیا تھا۔ آپؐ کے جسم اطہر سے ایسی خوشبو آ رہی ہے کہ اس سے قبل میں نے کبھی نہیں پائی آپ اطمینان خاطر کے ساتھ تشریف رکھیں اب اگر کوئی صورت مشاہدہ اقدس میں آئے تو مجھے اِطّلاع دیں۔

چنانچہ تھوڑا ہی وقفہ ہُوا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضورؐ پر ظاہر ہوئے۔ آپؐ نے جنابہ خدیجہؓ کو مطلع کیا۔ جنابہ خدیجہ الکبریٰؓ نے حضرت محمدؐ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی بائیں جانب بٹھایا اور دریافت کیا کہ کیا اب وہ صورت نظر آتی ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں۔

پھر جنابہ خدیجہؓ نے آپؐ کو اپنی بائیں طرف بٹھایا اور دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ ہاں اب بھی اُس صورت کو دیکھتا ہوں۔ پھر جنابہ خدیجہؓ نے اپنی چادر آپ کو اُڑھا دی اور سر مُبارک کھُلا رکھا۔ پھر دریافت کیا تو حضورؐ نے جواب دیا کہ اب وہ صورت نظر نہیں آتی۔ جنابہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے فرمایا کہ مَیں آپ کو بشارت دیتی ہوں کہ یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں جو خداوند تعالےٰ کے حضور میں معظّم و مکرم ہیں۔

اللہ اللہ ایسی دلسوز بیوی۔ ایسی ہمدرد بیوی۔ ایسی رفیق و غمخوار بیوی ایسی مونس و ہمراز بیوی۔ ایسی مشفق و دلدار بیوی۔

ایسا امر عظیم درپیش اور اُس میں ایک عورت کا مستقل مزاج ثابت قدم اور صائب الرائے ہونا زمانہ میں نظیر نہیں رکھتا کوئی اور بیوی ہوتی تو یہ عجائبات دیکھ کر بھوت پریت آسیب وغیرہ کے ڈھکو نسلے کھڑے کر دیتی یا مضحکے اُڑا اُڑا کر اپنے شوہر کا دل دکھاتی اور دماغ پریشان کر دیتی زمانہ حال کی بیویوں کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔

گو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو قطعی یقین ہو چکا تھا کہ یہی وہ پیغمبر آخر الزمان ہے کہ جس کے متعلق خواب دیکھ چکی ہوں۔ لیکن حضرت محمد مصطفےٰ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے مزید اطمینان و دلداری کی خاطر آپ سے دریافت کرکے اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس پہنچیں۔ ورقہ بن نوفل توریت و انجیل اور کتب وسماوی کا بہت بڑا فاضل تھا۔ جناب خدیجہؓ نے اُس سے دریافت کیا کہ آیا کتب الہامی میں کوئی ایسی پیشگوئی موجود ہے کہ اس زمانہ میں کوئی رسولؐ مامور ہوگا۔ ورقہ نے جواب دیا کہ ہاں اے میری بہن کتب آسمانی میں ایسا لکھا ہے۔

لیکن تمہارا اس تحقیق سے کیا مطلب ہے۔ جناب خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میرے شوہر جناب محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) بن عبداللہ بن عبدالمطلب غار حرا میں خلوت گزیں تھے کہ دفعۃً اُن پر جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے وہ ڈر گئے اور خدا نے اُن پر وحی بھیجی۔

ورقہ بن نوفل یہ ماجرا سُن کر "قدوس۔ قدوس" پکارنے لگا۔ اور پھر اُس نے التجا کی اگر ہو سکے تو جناب محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو میرے پاس لے آؤ۔ غرضکہ جناب خدیجہؓ واپس آ کر جناب فخر عالم کو ورقہ کے پاس لے گئی ورقہ بن نوفل جناب کی زبان درفشاں سے غار حرا کا تمام واقعہ سُن کر کہنے لگا کہ اے محمدؐ بن عبداللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) تم اس زمانہ کے نبیؐ ہو جس کا ذکر کتب سابقہ میں درج ہے۔ اور صحائف انبیاء علیہم السلام میں جو بشارات آپؐ کے متعلق تھیں وہ پڑھ کر سُنائیں اس کے بعد حضور علیہ السلام کی جبین مبارک پر بوسہ دیا اور عرض کیا کہ آپؐ عنقریب بُت پرستی کے مٹانے پر مامور ہونگے اور یہ بھی کہا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ آپ کی قوم آپؐ کو وطن سے نکال دے گی اور مکہ سے تمہیں ہجرت کرنی پڑے گی۔

خدا کرے کہ مَیں اُس زمانہ تک زندہ رہوں اور دشمنوں کے مقابلہ میں آپ کی طرف سے مدافعت کروں۔

جنابِ خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ورقہ بن نوفل کی یہ بشارت انگیز تقریر سُنکر نہایت مسرور و مطمئن ہوئے۔ اس کے بعد اپنے گھر واپس تشریف لائے۔

اِس کے بعد آپؐ پر سورۂ فاتحہ نازل ہوئی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو نماز پڑھنے کا طریق سکھایا۔ نماز آپ پر ابتدا ہی میں فرض ہوگئی تھی گو اوقات خمسہ کا تعین نبوتؐ کے گیارھویں سال ہُوا۔

چونکہ جنابِ خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو حضور سرورِ کائنات کا خوش رکھنا مقصود تھا اس لئے مزید اطمینان کے لئے عداس نامی راہب کے پاس پہونچیں۔ یہ شخص باشندہ نینوا اور ایک فاضل راہب تھا۔ اور اس درجہ طویل العمر تھا کہ بوجہ ضعیفی و کبر سنی بھویں آنکھوں پر گر پڑی تھیں۔ جنابِ خدیجہؓ کی آمد کی خبر سُنکر تعظیماً اُٹھ کھڑا ہُوا۔ اور وجہ تشریف آوری دریافت کی۔ جنابِ خدیجہؓ نے پوچھا کہ کیا آپ کے پاس

جبرئیل علیہ السلام کی بھی کوئی خبر ہے مکے میں تو یہ لفظ غیر مانوس ہے۔

عداس دستہ بستہ کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ قدوس۔قدوس اس سرزمین میں جہاں کے باشندے شرک اور بت پرست ہیں جبرئیل کا کیا ذکر؟ جنابہ خدیجہؓ نے فرمایا کہ جو کچھ میں دریافت کرتی ہوں اس کا جواب دو عداس نے جواب دیا کہ اے ملکۂ عرب جبرئیل علیہ السلام خدا کا ایک مقدس اور امین فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر خدا کے پیغامات لے کر آیا کرتا تھا۔ لیکن آپ کیوں دریافت کرتی ہیں جنابہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے غار حرا کا تمام واقعہ اور جبرئیل علیہ السلام کے نازل ہونے کا ماجرا عداس کو سنایا عداس نے سن کر جواب دیا کہ بعض اوقات شیطان بھی انسان کے پاس آکر عجیب عجیب مشاہدے کراتا ہے ممکن ہے کہ یہ اُس کا کوئی شعبدہ ہو۔ آپ میری یہ تحریر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے پاس لیجاؤ۔ اگر وہ آسیب زدہ ہیں تو انہیں شفا ہو جائیگی اور اگر نبی ہیں تو انہیں کوئی گزند نہ پہونچے گا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ جب گھر واپس آئیں تو

توکیا سُنتی ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو بلند آواز سے یہ آیات پڑھا رہے ہیں۔

نٓ وَالْقَلَمِ ۝ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝

(ترجمہ) قسم ہے قلم کی اور اُس چیز کی جسکو فرشتے لکھتے ہیں۔ تو اپنے رب کے فضل سے دیوانہ نہیں اور بیشک تیرے لئے بلا احسان اجر و ثواب ہے اور بیشک تو بڑے خلق پر پیدا کیا گیا ہے پس عنقریب تو بھی دیکھے گا اور وہ بھی دیکھیں گے کہ کون تم میں سے آزمائش میں ڈالا گیا ہے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضہ نے نہایت خوش ہوئیں اور عداس کی وہ تحریر حضور علیہ السلام کو دکھائی جس سے جناب کی طبیعت میں کوئی تغیر واقع نہ ہوا اس کے بعد فرمانے لگیں کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ذرا میرے ساتھ عداس کے پاس تو تشریف لے چلئے۔ غرضکہ آپؐ جنابِ خدیجہؓ کے ساتھ عداس کے پاس تشریف لے گئے۔ عداس نے دیکھتے ہی تعظیم دی۔ اور قریب بلا کر آپؐ کی پشت مبارک سے کرتہ اُٹھایا اور مُہرِ نبوت کو دیکھ کر سربسجود ہو گیا اور کہنے لگا کہ قسم ہے اللہ کی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم ہی وہ نبی ہو جس کی بشارت موسیٰ نے دی ہے عیسیٰ علیہم السلام نے

توریت وانجیل میں دی ہے۔ پھر عداس نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ آپ کو خدا تعالےٰ کی طرف سے کسی چیز کا امر بھی کیا گیا ہے آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ عداس نے کہا کہ آپ عنقریب خلق خدا کی تبلیغ وہدایت کے لئے مامور کئے جائیں گے۔ اور لوگ آپ کی تکذیب ومخالفت کرینگے خدا کی قسم اگر میں زمانۂ دعوت تک زندہ رہا تو جناب کے دشمنوں سے ضرور لڑوں گا۔

اس کے بعد جنابہ خدیجہؓ اور حضور علیہ السلام گھر تشریف لے آئے۔

غرضکہ جنابہ خدیجہؓ نے اپنی سر توڑ کوششوں سے حضور علیہ السلام کو یقین کامل دلادیا کہ کتب سماوی کی بشارات آپؐ ہی کی ذات والاصفات سے متعلق ہیں اور آپؐ ہی خدا تعالےٰ کے برگزیدہ رسولؐ ونبی ہیں +

آغازِ دعوت اسلام

چونکہ ابھی تک حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم دعوت اسلام کا

نازل نہیں ہُوا تھا اس لئے آپ کا زیادہ وقت خوف الٰہی اور
محاسبۂ نفس میں گذرتا تھا۔ جب کبھی نزول وحی ہوتا آپ کمبل
اوڑھ کر لیٹ جاتے۔ اسی طرح ایک روز حضورؐ کمبل اوڑھے
ہوئے حضرت خدیجہؓ کے محل میں استراحت فرما رہے تھے کہ
دفعتہً حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور یہ وحی الٰہی
لائے کہ "یا ایہا المدثر قم فانذر وربک تکبر" یعنی اے کمبل پوش
اُٹھ اور اپنی قوم کو عذاب الٰہی سے ڈرا۔ اپنے رب کی بڑائیاں
بیان کر اپنے کپڑوں کو پاک رکھ۔ ناپاکی کو چھوڑ۔ زیادتی کی خواہش
میں احسان نہ کر اور اپنے رب کے لئے صبر کو کام میں لا۔ الخ جب
آپ پر یہ آیت نازل ہوئی تو آپؐ ایک مضطربانہ انداز کے ساتھ
اُٹھے کمبل کو ایک طرف پھینک دیا۔ اور ایک برگزیدہ رسولؐ کی
آنکھ جنابہ خدیجہؓ کے محل کو بہ نگاہ تجسس و تفحص دیکھنے لگی +

جنابہ خدیجہؓ کا اسلام

دفعتہً جنابہ خدیجہؓ اپنے محل کے دوسرے کمرے سے نمودار
ہوئیں اور اپنے مقدس شوہر کو دیکھا کہ وہ ایک قلق و اضطراب

کی حالت میں کسی چیز کی تلاش کر رہے ہیں۔ دریافت کیا کہ حضورؐ
کس جستجو میں ہیں۔ کیا کسی شئے کی ضرورت ہے؟ آپؐ نے فرمایا
کہ نہیں۔ ابھی مجھ پر ایک وحی نازل ہوئی ہے اُس وحی کے الفاظ
سُنا کر کہا کہ اب میں اس فکر میں ہوں کہ سب سے پہلے میری دعوت
کون قبول کرتا ہے۔ سب سے پہلے کون میری نبوت کی تصدیق کرتا
ہے۔ سب سے پہلے کون میری نبوت کی تصدیق کرتا ہے۔ سب سے
پہلے کون مجھ پر ایمان لاتا ہے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کان مقدّس
شوہر کی آواز پر اور آنکھیں انوار نبوت سے منور چہرے پر لگی ہوئیں
تھیں اور نہایت عظمت و وقار کی نگاہوں سے وہ متین چہرہ
دیکھ رہی تھیں کہ ہادیٔ اسلام کے بَرقی الفاظ کی رَو نے قلب و
بدن میں ایک قسم کے سَنسنی خیز جذبات پیدا کر دیئے۔ مقدّس
آنکھوں میں وفور مسرّت سے آنسو بھر آئے دل میں ایک روحانی
تموّج پیدا ہُوا۔ لپک کر اپنے محترم شوہر کے قدموں پر گر گئیں نہیں
نہیں ایک اولوالعزم رسولؐ کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ اور یُوں
عرض کرنے لگیں کہ

یا رسولؐ اللہ مَیں تو اِس مُبارک زمانہ کی پہلے ہی سے منتظر تھی

اور مَیں تو آپ کو قبل از نبوت ہی نبی تسلیم کر چکی ہوں اور اگر مزید تصدیق کی ضرورت ہے تو مَیں جناب کی رسالت و نبوّت کی صداقت میں سب سے پہلے شہادت دیتی ہوں"

رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی خوش عقیدت مخلص بیوی کا سر مُبارک اپنے مقدّس قدموں سے اُٹھایا اور سینے سے لگا کر دُعائے خیر دی اور دعوت اسلام کے لئے باہر تشریف لیگئے۔ اللہ اللہ اس وقت رسولؐ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا نورانی قلب وفور مسرت سے معمور ہو رہا تھا خیال تو فرمائیے کہ اگر حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ اُسوقت حضور علیہ السلام کی نبوّت سے انکار کر دیتیں تو اُس ہادیٔ برحق کے دل پر کتنی سنگین چوٹ لگتی۔ مگر وہ انکار کرتیں کیوں کیا اُنہوں نے حضور علیہ السلام کو صدیق و امین نہ پایا تھا۔ کیا اُنہوں نے دن رات کی ۱۵ سالہ زندگی میں یہ تجربات حاصل نہیں کئے تھے کہ حضرت محمدؐ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم افترا باندھنے والے یا دروغ بیانیوں سے کام لینے والے نہیں ہیں کیا اُنہوں نے اپنے خواب کی تعبیر سفر شام کے عجائبات اور کُتب سماوی کے متبحر فضلا سے آپؐ کی نبوت کے متعلق بشارات نہیں سُنی تھیں اور نزول جبرئیلؑ وغیرہ کے متعلق اُنہوں نے کامل تحقیقات نہیں کی تھی

اگر خدانخواستہ حضور علیہ السلام کی ۱۵ سالہ معیت میں اُنہیں کوئی معمولی سے معمولی خلاف صداقت واقعہ بھی نظر آتا تو وہ کبھی جنابؐ پر ایمان نہ لاتیں۔ اور یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ جنابہ خدیجہؓ حضورؐ سے کسی جاہ وثروت یا ظاہری وجاہت میں دبتی تھیں بلکہ وہ تو خود ایک متمول رئیسہ اور ملکہ تھیں۔ اُنہیں کوئی دنیاوی لالچ تو تھا ہی نہیں کہ کسی منفعت کی غرض سے وہ کسی فرضی ڈھکوسلے میں شریک ہو جائیں۔ اگر وہ حضور علیہ السلام پر ایمان لائی ہیں تو کامل تحقیقات کے بعد لائیں اور یہ محض مخالفین کے اتمام حُجت کے لئے خداوند تعالےٰ نے سامان پیدا کر دیئے۔ اور لوگوں کو دکھا دیا کہ دن رات کی ۱۵ سالہ ہمراز بیوی سب سے پہلے خدا کے سچے رسولؐ پر ایمان لاتی ہے اور یہ بھی دکھا دیا کہ دیکھو اس طرح اصلاح پہلے گھر سے شروع ہوتی ہے۔ اگر خدانخواستہ بسم اللہ ہی غلط ہوتی تو آج کروڑہا مسلمان اُس نبیؐ برحق کو کس طرح سچا رسولؐ تسلیم کرتے۔

غرضکہ اس کے بعد رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہُوا کہ "اپنے قریبی رشتہ داروں کو بھی عذاب الٰہی سے ڈرا" تو آپؐ نے نہایت وقار وتمکنت کے ساتھ اپنے تمام کُنبے کے

لوگوں کو نام لے لے کر یُوں سمجھانا شروع کیا کہ

"اے قریش نیکی کرو۔ کوئی چیز تم کو اللہ سے بے پرواہ نہیں کرتی اے عبد مناف اے عباس ابن عبد المطلب (حضورؐ کے حقیقی چچا) اے صفیہ (پھوپھی) کوئی چیز تم کو اللہ سے بے پرواہ نہیں کر سکتی۔

غرضکہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے ایمان لانے کے بعد حضور ہادیٔ اسلام علیہ السلام پوشیدہ طور پر دعوت اسلام دیا کرتے اکثر لوگ آپؐ پر ایمان لائے۔ مثلاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو کہ ابھی دس سال کے بچے تھے اور آپؐ کے پاس ہی رہا کرتے اور آپ کے چچا زاد بھائی تھے ایمان لائے۔ پھر حضرت صدیق اکبرؓ پھر حضرت زید بن حارثہ پھر حضرت بلالؓ۔ پھر حضرت صدیق اکبرؓ کی ہدایت سے عثمان غنیؓ زبیر عبد الرحمٰن بن عوف۔ طلحہ۔ سعد بن ابی وقاص۔ وغیرہ وغیرہ۔

جب حضور ہادیٔ اسلام علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ہُوا کہ جو کچھ تجھے حکم ہوتا ہے علانیہ اور صاف صاف بیان کر دے۔

پس آپؐ نے کوہ صفا پر چڑھ کر اپنے قبیلہ کے تمام لوگوں کو

نام بنام پکارا اور جب تمام لوگ جمع ہو گئے تو آپؐ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو اگر میں تم کو اس بات کی خبر دوں کہ پسِ پُشتِ کوہ ایک خطرناک دشمن کا لشکر خیمہ زن ہے اور وہ تم پر حملہ کرکے تم کو قتل کیا چاہتا ہے تو تم اس بات کا یقین کروگے یا نہیں؟ یہ سُنکر سب نے بالاتفاق کہا کہ ہم ضرور صحیح تسلیم کرینگے کیونکہ ہم نے آجتک آپؐ کی زبان سے کبھی جھوٹ نہیں سُنا۔

پس حضور ہادیٔ اسلام علیہ السلام نے نہایت ہمدردانہ اور ناصحانہ لہجہ میں فرمایا کہ "میں تم کو اُس عذاب الٰہی سے جو تم پر وارد ہونے والا ہے اُس کے وارد ہونے سے پہلے ہی ڈراتا ہوں۔ اگر خدا پر ایمان لاؤ تو وہ غضب الٰہی تم سے ٹل جاوے۔ ورنہ سب کے سب ہلاک اور تباہ ہو جاؤ گے۔" یہ سُن کر سب کُفار آپؐ کو ٹھٹھوں میں اُڑانے لگے۔ اور ابولہب نے کچھ بکواس کرتے ہوئے ایک پتھر بھی آپؐ کی طرف دے مارا غرض کہ جب کُفار عرب نے دیکھا کہ عرب کا ایک یتیم لڑکا جو کل ہمارے سامنے پیدا ہوا آج ایک رسولؐ بن کر ہمارے سامنے آتا ہے اور ایک نیا مذہب ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔" سب نے مِل ملا کر ایک خُفیہ کمیٹی بنائی جس میں حضورؐ ہادیٔ اسلام علیہ السلام کی ایذا رسانی کے مشورے ہونے

لگے اور منصوبے سوچے جانے لگے۔ لیکن رئیسہ عرب حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی وجاہت اور امارت سدِّراہ ہو جاتی ٭

علاوہ ازیں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے تبلیغ اسلام کی خاطر اپنا مال و زر پانی کی طرح بہا دیا اور اپنی تمام جائداد وقف کر دی۔ حضرت خدیجہؓ کے مال سے یتیموں کی خبرگیری کی جاتی حضرت خدیجہؓ کے مال سے بیواؤں کی دستگیری کی جاتی۔ ناداروں اور بھوکوں کو مال دیا جاتا کھانا کھلایا جاتا۔ جب کسی خاندان کا کوئی شخص مسلمان ہو جاتا تو اُس کے خاندان کے غیر مسلم افراد اُسے خورد و نوش کی تکلیف دیتے اُس کے گھر کو لوٹ لیتے اُس کی بیوی کو لے جاتے۔ مگر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی اسلامی محبت اسلامی ہمدردی اور عالی حوصلگی اُس کو کسی بات سے آزردہ نہ ہونے دیتی۔ خانماں بربادوں کو گھر ملتا۔ شکستہ دلوں کو دلاسا ملتا۔ بھوکوں کو کھانا ملتا۔ بیکسوں سے رفاقت

کی جاتی۔ بے ٹھکانوں کو ٹھکانا ملتا۔

اللہ اللہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی خدا اور رسولؐ کے کاموں میں یہ مخلصانہ اور صادقانہ امداد و اعانت طبقہ اُناث میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی ان جاں نثاریوں اور مالی اعانت کو دیکھ دیکھ کر تمام عرب میں ایک کھلبلی سی مچ گئی ہر ایک یہی کہتا کہ ملکۂ عرب بنت خویلد کو کیا ہو گیا ہے کہ اپنا جان و مال ایک یتیم کی خاطر نثار کر رہی ہیں۔

حضور ہادیٔ اسلام علیہ السلام کے مواعظ حسنہ پر طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہوتیں اعتراضات ہوتے۔ نکتہ چینیاں ہوتیں استہزا کیا جاتا تمسخر و مضحکہ اُڑایا جاتا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ بھی ان رنجدہ باتوں کو سُنتیں مگر خاموش ہو جاتیں۔ لیکن حضور ہادیٔ اسلام علیہ السلام اپنے صادقانہ جذبات کی وجہ سے جوش میں آجاتے اور کبھی آزردہ ہو جاتے۔ مگر حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ آپؐ کی دلداری کرتیں آپؐ کو تسکین دلاتیں اور عرض کرتیں کہ یا رسول اللہؐ آپ کیوں آزردہ خاطر ہوتے ہیں۔ بھلا کوئی ایسا رسولؐ بھی آج تک آیا ہے جس پر لوگوں نے استہزا نہ کیا ہو

آپ کے ان اطمینان انگیز اور محبت بھرے موثر کلمات سے حضور علیہ السلام کے دل شکستہ کو ڈھارس ہوتی۔ کمر ہمت چست ہوجاتی۔ اور پھر وہی روحانی ولولے اور تبلیغی جذبات پیدا ہوجاتے۔

چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں جب کبھی کفار سے کوئی ناگوار بات سنتا تھا اور وہ مجھے دکھ دیتی تو میں خدیجہؓ سے کہتا۔ وہ مجھے اس طرح سمجھاتیں کہ میرے دل کو راحت و تسکین ہوجاتی۔ اور کوئی رنج مجھ کو ایسا نہیں ہوتا تھا کہ خدیجہؓ کی باتوں سے وہ ہلکا اور آسان نہ ہوجائے۔"

غرضیکہ حضور علیہ السلام کو شروع تبلیغ میں جسقدر مشکلات اور تکلیفات پیش آئیں اُن کو رفع کرنا اور تبلیغی مہمات پر حضورؐ کو کمربستہ کرنا اور اُبھارنا حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کے دم سے تھا۔

حضرت خدیجہؓ کے کلمات تسکین میں وہ برقی اثر تھا کہ آپکے وعظ میں ایک خاص قسم کی وجدانی کیفیات پیدا ہوجاتی تھیں۔ چنانچہ آپؐ نے دعوت اسلام علے الاعلان بیان کر کے محاسن توحید اور بت پرستی و کفر و شرک کے عیوب و نقائص

بڑی شد و مد کے ساتھ ظاہر کرنے شروع کئے۔ ان امور کے متعلق حضورؐ کا جو وعظ ہوتا وہ فصیح و بلیغ ہونے کے علاوہ انتہا درجہ کا مؤثر ہوتا تھا جسے سُن سُن کر مشہور فصحائے عرب و بلغائے عرب حیران رہ جاتے تھے اور اُس کے تاثرات سے متاثر ہو کر اپنے اپنے بستروں پر لیٹے ہوئے توحید اور بُت پرستی کے متعلق نہایت گہری غور و خوض سے کام لیا کرتے تھے۔ چنانچہ سر ولیم صاحب باوجود آپ کے ساتھ تعصب و عناد رکھنے کے تاریخ آف محمدؐ میں لکھتے ہیں کہ

"چونکہ آنحضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) کو اپنی رسالت کا نہایت قوی و مضبوط اعتقاد تھا۔ اس لئے آپؐ کی طرف سے اس دین کی نصیحتوں میں بڑی قوت اور شدت ظاہر ہوتی تھی اور چونکہ فصاحت میں بھی آپؐ کو کمال حاصل تھا۔ اس لئے عربی زبان میں آپؐ کا کلام نہایت خالص اور بغایت ناصحانہ تھا۔ آپؐ کے ملکۂ زباندانی نے روحانی حقیقتوں کو عام تصویر بنا دیا آپؐ کے زندہ خیالات نے قیامت اور روز جزا اور نعمائے بہشت اور عذاب دوزخ کو نہایت قریب تر بلکہ پیش نظر کر دکھلایا تھا۔ معمولی گفتگو میں آپؐ کا کلام مفصل اور قوی تھا۔ مگر ہنگام وعظ آپؐ کی آنکھیں سُرخ اور آواز بھاری

اور بلند ہو جاتی تھی اور تمام جسم آپؐ کا ایسے جوش و خروش کی حالت میں ہو جاتا تھا کہ گویا آپ لوگوں کو کسی غنیم کے آنے کی خبر دیتے ہیں کہ وہ غنیم دوسرے روز یا اُسی شب کو اُن پر آن پڑے۔"

ان موعظ حسنہ کا یہ اثر ہوا کہ لوگ جُوں جُوں حلقۂ اسلام میں داخل ہونے شروع ہو گئے اور اسلام کی مقدار دن بدن بڑھنے لگی۔

جنابہ خدیجہؓ یہ دیکھ کر نہایت خوش ہوتیں اور خدا کا شکر بجا لاتیں کہ الحمد للہ کہ جس سچے مذہب پر مَیں سب سے پہلے ایمان لائی وہ واقعی سچا مذہب تھا جو کہ اب روز افزوں ترقی کر رہا ہے۔ گو کُفارِ عرب وغیرہ آپؐ کو طعن و تشنیع دیتے لیکن آپ ان باتوں کی قطعاً پرواہ نہ کرتیں۔

حضرت خدیجہؓ کی مصروفیت

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی ہستی بھی ایک مافوق الفطرت ہستی تھی ایک طرف تو وہ اسلام کی خاطر مشکل سے مشکل مہمات

میں سب سے بڑھ چڑھ کر حصّہ لے رہی ہیں اور دوسری طرف یکے بعد دیگرے چھ کمسن بچّے بچیوں کی پرورش و تربیت میں مصروف ہیں۔ ایام حمل کی تکالیف۔ وضع حمل اور وضع حمل کے بعد کی تکالیف اور پھر ایک دو نہیں پے در پے چھ بچّے۔ اور پھر سب سے زیادہ یہ جانگداز صدمات کہ اپنی آنکھوں کے سامنے اولاد نرینہ انتقال کر جائے مگر باوجود ان سب باتوں کے ترقی اسلام و ہمدردی اسلام و اعانت اسلام میں ویسی ہی ممدو معاون ہیں۔

حضرت خدیجہؓ اپنی اولاد کے ساتھ نہایت پیار محبت و شفقت اور خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آتیں اور اپنی اولاد کو بھی انہیں پاکیزہ اوصاف کی تعلیم دیتیں۔ کبھی اپنے بچّوں کو کج خُلقی اور بَدزبانی کا نمونہ نہیں دکھایا۔ کبھی اپنے بچّوں کو زدو کوب نہیں کیا ورنہ آج کل کی مائیں ذرا ذرا سی بات میں ایسی بَداخلاق ڈائنیں بن جاتی ہیں کہ ایک طرف تو بچّوں کو مار مار کر اُن کا بھرکس نکال دیتی ہیں اور دوسری طرف ایسی ایسی بدنوین اور فحش مغلظات کی اُن پر بوچھاڑ کرتی رہتی ہیں کہ جو اُن بچیوں کے لئے اُن کی بَداخلاقی۔ بَدکِرداری۔ بَداطواری

کا ایک کھلا ہُوا سبق ہوتا ہے۔

اولاد میں فرمانبرداری اور اطاعت کیشی کے اوصاف زدوکوب کرنے یا گالی گلوچ سے پیدا نہیں ہوتے۔ بلکہ والدین کو چاہئے کہ وہ اپنی اولاد کے سامنے اپنے اخلاق حسنہ اپنے اوصاف پسندیدہ اپنے مقدس خصائل اور اپنے پاکیزہ تکلم کا ایسا نمونہ دکھائیں کہ جو اُن کی دُنیا و آخرت میں سامان راحت اور اولاد کی آیندہ زندگی کے لئے ایک بہترین دستور العمل بن جائے۔

حضور ہادئ اسلام علیہ السلام نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اُمّ العیال کہہ کر یاد فرمایا ہے۔

قبل اسلام تو بیٹی کا ہونا اخلاق عرب میں ایک بدترین گالی اور بربادی بخش بددعا تھی۔ اور لڑکیاں ننگ خاندان سمجھی جاتی تھیں مگر حضور ہادئ اسلام علیہ السلام کی تعلیم اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ کی تربیت نے جُہلائے عرب کے ظالمانہ خیالات کو پادر ہوا ثابت کر دکھایا اور اُس کے مقابلہ میں یہ دکھایا کہ لڑکیاں باعث رحمت و برکت ہیں۔ بشرطیکہ تم اُن کی شفقت سے پرورش کرو اور اُن کی اعلےٰ اور پاکیزہ تربیت کو اپنا

فرض اوّلین سمجھو۔ آپؐ نے فرمایا کہ جس کسی نے اپنی دو لڑکیوں کی محبت کے ساتھ پرورش کی یہاں تک کہ وہ بلوغت کو پہنچ گئیں تو وہ مجھ سے قیامت کے دن اس طرح ملے گا۔ (یہ کہہ کر اپنے دست مُبارک کی دونوں اُنگلیاں ملادیں) اور پھر یہ بھی فرمایا کہ جو ان سے قطع رحم کریگا وہ مجھ سے علیحدہ رہے گا۔

شعب ابی طالب میں محصور ہونا

کُفارِ مکّہ جب رسول اکرم صلعم اور آپؐ کے متبعین کو تکالیف پر تکالیف اور ایذا پر ایذا دے دے کر تھک گئے اور دیکھا کہ حلقہ بگوشان اسلام کے عزم و استقلال میں کسی قسم کی لغزش واقع نہیں ہوتی تو وہ جھلا اُٹھے۔ تنگ آکر اُنہوں نے آپس میں عہد کیا کہ جب تک حضرت محمدؐ صلعم کو قتل اور آپؐ کے خاندان کو تباہ نہ کیا جائے گا یہ لوگ اپنی دُھن سے کبھی باز نہ آئینگے۔

چنانچہ تمام قبائل کُفار نے ایک معاہدہ مرتب کیا کہ کوئی شخص آیندہ خاندان بنی ہاشم سے رشتہ ناطہ نہ کرے۔ کوچہ و بازار

میں ان کی آمد ورفت تنگ کردی جائے ۔ان سے گفت
کلام تک بند کردی جائے ۔خورد نوش کی کوئی چیز اُن کے
پاس فروخت نہ کی جائے ۔جب تک کہ حضرت محمدؐ صلے اللہ علیہ
وسلم کو قتل کے لئے ہمارے حوالے نہ کردیں۔
غرضکہ یہ معاہدہ مکمل کرکے اور اکثر کُفار کے دستخط ثبت کراکر
درِ کعبہ پر معلق کیا گیا۔
جناب ابوطالبؓ نے جب یہ خبر سُنی تو بنی قریش اور بنی ہاشم
کے اُن افراد کو جو اس خاندان سے تعلق رکھتے تھے جمع کیا۔
اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا اور رسول مقبول
صلعم کو ساتھ لے کر پہاڑ کی ایک غار میں جاکر پناہ گزین ہوگئے
یہ واقعہ نبوّت کے ساتویں سال کا ہے تین سال تک خاندان
رسالت اور خاندان ابوطالب اس غار میں نہایت تکلیف
و پریشانی اور فاقہ کشی کے ساتھ بسر کرتا رہا۔اس مسلسل اقامت
کی وجہ سے اس پہاڑی کا نام ہی شعب ابی طالب مشہور ہوگیا۔
تکالیف کا اسی سے اندازہ لگالو کہ جب شدت گرسنگی
(بھوک) سے بچے مضطرب الحال ہو ہو کر روتے چلاتے تو غار
سے باہر تک اُن کے رونے کی آواز سُنائی دیتی۔کُفار قریش سُن

سُن کر خوش ہوتے۔ لیکن بعض رقیق القلب لوگوں کو رحم بھی آجاتا۔ ایک روز حکیم بن خرام نے جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ کا بھتیجا تھا تھوڑے سے گیہوں اپنے غلام کے ہاتھ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ کے پاس بھیجے۔ راستے میں ابوجہل نے دیکھ لیا اور چھین لینے چاہے۔ اتفاقاً ابوالبختری موقع پر پہنچ گیا وہ اگرچہ کافر تھا لیکن اُس کو ترس آگیا اور کہا کہ ایک شخص اپنی پھوپھی کو کچھ کھانے کے لئے بھیجتا ہے تو تم کیوں مزاحم ہوتے اور روکتے ہو۔

برابر تین سال تک حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ نے جناب رسول مقبول صلعم کا اس غار کی مصیبتوں اور تکالیف میں وفادار بیوی کی طرح ساتھ دیا۔

ایک طرف تو کُفار قریش تین سال تک خاندان رسالتؐ کا محاصرہ کرتے کرتے اُکتا گئے اور دوسری طرف معاندین کو بھی خاندان رسالتؐ کا یہ صبر و استقلال و استقامت اور برداشت دیکھ کر کچھ رحم سا آگیا۔ اور خود اُنہی کی طرف سے اس معاہدہ کی تنسیخ کے لئے تحریک ہوئی۔

ہشام مخزومی خاندان بنی ہاشم کا قریبی رشتہ دار اور قبیلہ

میں ممتاز شخصیت رکھتا تھا ایک دن وہ زبیر کے پاس جو عبد المطلب
کے نواسے تھے گیا۔ اور کہا کہ کیوں زبیر! تم کو یہ پسند ہے
کہ تم کھاؤ پیو اور ہر قسم کے آزادانہ عیش کرو اور تمہارے
ماموں کو ایک دانہ تک نصیب نہ ہو۔ زبیر نے جواب دیا کہ کیا
کروں اکیلا ہوں۔ ایک شخص بھی میرا ساتھ دے تو میں اس
ظالمانہ معاہدہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوں۔ ہشام نے کہا میں
حاضر ہوں۔ دونوں مل کر مطعم بن عدی کے پاس گئے۔ بختری
ابن ہشام، زمعۃ بن الاسود نے بھی اتفاق رائے کیا۔ دوسرے
دن سب مل کر حرم میں گئے۔

زبیر نے تمام لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ "اے اہل مکہ یہ
کیا انصاف ہے کہ ہم لوگ تو راحت و آرام سے بسر کریں اور
بنی ہاشم کو خورد و نوش کے لئے ایک دانہ تک نہ ملے۔ قسم ہے
اللہ کی کہ جب تک اس ظالمانہ معاہدہ کو پھاڑ کر نہ رکھ دیا جائیگا
میں اس ارادہ سے باز نہ آؤں گا۔ ابو جہل پاس ہی سے بولا کہ
"اس معاہدہ کو ہرگز کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا"، زمعہ نے کہا کہ "تو
جھوٹ کہتا ہے۔ جب یہ معاہدہ معرض تحریر میں آیا تھا ہم اُس
وقت بھی اس وحشیانہ فعل پر راضی نہ تھے۔ غرض کہ مطعم نے

ہاتھ بڑھاکر معاہدہ چاک کر ڈالا۔

عدی بن قیس۔ زمعۃ بن الاسود۔ ابوالبختری۔ زبیر وغیرہ اسلحہ سے آراستہ ہوکر شعب ابو طالب کے پاس گئے اور اُن کو غار سے باہر نکال لائے۔ یہ واقعہ نبوت کے دسویں سال کا ہے۔

غرضکہ خاندان بنو ہاشم کے لوگ اپنے اپنے گھروں کو گئے اور حضرت رسول مقبول صلعم اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا اپنے مکان پر تشریف لائے۔ لیکن لگاتار تین سال کی تکالیف کی وجہ سے جناب ابو طالبؓ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی صحت اور قوائے بدنی میں کچھ فرق آگیا تھا۔ اضمحلال اور نقاہت بہت بڑھ گئی تھی۔ مگر آپ نے نہایت ثابت قدمی اور خلوص قلب کے ساتھ اپنے پیارے شوہر کا ساتھ دیا مسلمان بیویوں کو اِس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی وفات حسرت آیات

حضور ہادئ اسلام علیہ السلام کو تبلیغ و ہدایت اسلام

کرتے ہوئے اور ایک اوالوالعزم رسولؑ بنے ہوئے دسواں
سال جارہا تھا کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا
کا مزاج ناساز ہو گیا۔ حضور سرور کائناتؐ اپنی غمخوار بیوی
کی تیمارداری میں شب و روز مصروف رہتے۔ تسلی و تشفی دیتے
علاج معالجہ میں انتہائی کوشش فرماتے۔ لیکن موت کا کوئی چارہ
ہی نہ تھا آخر اسلام کی سب سے بڑی محسنہ سب سے بڑی
معاونہ سب سے بڑی ہمدرد رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے ساتھ ۲۵ سال بسر کر کے اور نہایت بہترین طریق
پر فرائض زوجیت ادا کر کے ۶۵ سال کی عمر میں ہجرت سے
تین سال قبل اس دار ناپائدار سے جنت الفردوس میں
تشریف لے گئیں۔ اِنّا لِلّٰہ وَاِنّا الیہ راجعون۔

یہ سال مسلمانوں کے لئے غم و الم کا سال تھا۔ کیونکہ اس
سال میں عموماً مسلمانوں کو اور خصوصاً حضور ہادئ اسلام
علیہ السلام کو دو نہایت ناقابل برداشت صدمے پہونچے تھے
یعنی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی وفات حسرت
آیاتؒ سے تین چار روز قبل ہی حضرت ابی طالبؑ کا انتقال
پُر ملال ہو چکا تھا۔ اوّل تو حضورؐ کے لئے حضرت ابوطالبؑ

کی وفات ہی کچھ کم قلق انگیز اور باعث رنج و افسوس نہ تھی
کہ ساتھ ہی حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے واقعہ وفات نے حضور
علیہ السلام کے رہے سہے ہوش و حواس بھی گم کر دیئے۔
ان المناک صدمات نے حضورؐ کو اسقدر متاثر کیا کہ آپؐ نے
گھر سے باہر نکلنا بھی چھوڑ دیا اور اگر نکلتے بھی تو کبھی کبھی۔ آپؐ نے
ان حادثات اور جانکاہ اور سوانح روح فرسا کے محسوسات
کی وجہ سے اِس سال کا نام ہی عام الحزن رکھ دیا۔ اور گھر کو
اکثر بیت الحزن کہا کرتے تھے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی وفات پر دُنیائے اسلام جسقدر
بھی ماتم کرتی اُس کا فرض تھا۔ اکثر غم غلط کرنے کے لئے حضور
علیہ السلام حضرت خدیجہؓ کے فضائل و محامد و محاسن بیان
فرماتے۔ کیا آج بھی کوئی ایسا شوہر ہے کہ جو اپنی ۶۵ سالہ
بوڑھی بیوی کے لئے اِس قدر غم کرے؟

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے فضائل و خصائص

(۱) اُمّ المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی

زندگی میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی دوسری عورت سے شادی نہیں کی۔

(۲) حضرت نبی کریم رؤف ورحیم پر سب سے پہلے ایمان لائیں۔

(۳) بجز ماریہ قبطیہ تمام اولاد آپ ہی کے بطن مبارک سے ہوئی اور سلسلۂ سادات کرام جاری ہوا۔

(۴) خداوند تعالےٰ نے آپ کو سلام بھیجا۔

(۵) جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو سلام کہا۔

چنانچہ صحیح بخاری میں بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ مروی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام آئے اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یہ خدیجہؓ ہیں ان کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے اور میری طرف سے سلام پہنچا دیجئے اور بشارت دیجئے کہ بہشت میں ان کے لئے قصب (زبرجد آبدار مرصع بہ یاقوت) کا محل ہے جس میں صخب (شور وغوغا) ونصب رنج وبیماری نہیں۔

(۶) حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے تمام زندگی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کبھی سوء مزاجی یا بے ادبی نہیں کی۔ اور نہ کبھی حضورؐ کو ناراض وخفا ہونے دیا

اور نہ کبھی حضورؐ نے اُن سے ایلا کیا۔ نہ اُن پر عتاب فرمایا اور نہ کبھی اُن سے علیحدگی اختیار کی +

حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا مسئلہ

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کو حضرت عائشہ صدیقہؓ پر فضیلت دینے میں اختلاف ہے اور تین اقوال ہیں۔ جن میں سے تیسرا وقف ہے۔

ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ دونوں میں جُداگانہ خصوصیات ہیں۔ حضرت خدیجہؓ کا اثر توا وائل اسلام میں تھا اور یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے باعث تسکین وراحت تھیں اور موجب استقلال واستقامت تھیں۔ اور خدائے تعالےٰ ورسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے جو جو تکالیف ورنج ومصائب برداشت کئے اور جو نصرت واعانت اُنہوں نے رسول پاکؐ کی فراخ دلی سے کی وہ بہت بڑی آزمائش اور

امتحان تھا اِس لئے نصرت و تائید وصرفِ زرو مال میں جو تفوق درجہ آپ کو حاصل ہے وہ اور کسی کو حاصل نہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا اثر آخر اسلام میں تھا اس لئے جو تفقہ اُن کو اسلام میں ہے اور جو تبلیغ دین اُنھوں نے اُمت محمدیہ کی فرمائی ہے اور علمِ نبوّت کو شائع کر کے جو فوائد اُنھوں نے خلق خدا کو پہونچائے ہیں وہ ایسے درجات ہیں جو کسی دوسری بیوی کو حاصل نہیں۔ لیکن میرے خیال میں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی مقدس سیرۃ میں جو بات سب سے پیاری جو بات سب سے عزیز جو بات سب سے زیادہ پسندیدہ جو بات سب سے زیادہ اچھّی اور جو بات سب سے زیادہ امتیازی درجہ رکھتی ہے وہ حضرت خدیجہؓ کا حضرت رسول کرم صلے اللہ علیہ وسلّم پر سب سے پہلے ایمان لانا سب سے پہلے آپؐ کی صداقت کی شہادت دُنیا ہے۔

دُنیا میں کسی سچے شخص کی کسی غیر معمولی سچّی بات کو صحیح مان کر اُس کی عزّت کرنے سے کوئی بڑھکر کوئی اچھی بات نہیں اور کسی سچے شخص کو جھٹلانے سے بڑھ کر دُنیا میں کوئی بُری بات نہیں

کیا حضرت خدیجہؓ اور نبی کریم صلعم قبل از نبوت بت پرست تھے؟

حضور سرور کائناتؐ کی سیرۃ حسنہ کے مطالعہ کرنے والوں پر اچھی طرح روشن ہے کہ حضور ہادئ اسلام علیہ السلام نے قبل از نبوت ہی بُت پرستی کے عیوب و نقائص بیان کرنے شروع کر دیئے تھے۔ اور اکثر خلوت نشین ہو کر خدائے واحد کی یاد میں مستغرق رہتے تھے۔ اور جن لوگوں پر آپؐ کو بھروسہ تھا اُن کو اس فعل قبیحہ سے محترز و مجتنب رہنے کی تاکید فرماتے۔

لیکن مسٹر مارگولس نے اِس کے برعکس ایک تعجب خیز اور مضحکہ انگیز دعوےٰ کیا ہے اور اس کے ثبوت میں دعوے سے زیادہ حیرت انگیز ابلہ فریبی سے کام لیا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ حضرت محمدؐ (مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم) اور حضرت خدیجہ (الکبرےٰ رضی اللہ عنہا) دونوں سونے سے قبل ایک بُت کی پرستش کر لیا کرتے تھے جس کا نام عزیٰ تھا۔"

مسٹر مارگوس نے اس کی سند میں امام احمدؒ حنبل کی روایت جلد ۴ صفحہ ۲۲۲ پیش کی ہے روایت کے الفاظ یہ ہیں:۔

حدثني جار لخديجة بنت خويلد انه سمع النبي صلى الله عليه وسلم وهو يقول لخديجة اي خديجة والله لا اعبد اللات والعزى والله لا اعبد ابدا قال فتقول خديجة خل اللات خل العزى قال كانت صنمهم التي كانوا يعبدون ثم يضطجعون ۝

(ترجمہ) مجھ سے خدیجہؓ بنت خویلد کے ایک ہمسائے نے بیان کیا کہ میں نے نبی (صلعم) کو حضرت خدیجہ سے یہ کہتے سُنا کہ اے خدیجہؓ اللہ کی قسم کہ میں کبھی لات و عُزیٰ کی پرستش نہ کروں گا۔ خدیجہؓ کہتی تھیں کہ لات کو جانے دیجئے عزیٰ کو جانے دیجئے (یعنی اُن کا نام تک نہ لو)

اُس نے کہا کہ لات و عزیٰ وہ بُت تھے جس کی پرستش اہل عرب سونے سے پہلے کر لیا کرتے تھے۔

ایک معمولی عربی دان اور صرف ونحو کا مُبتدی بھی سمجھ سکتا ہے کہ روایت مندرجہ بالا میں کانوا کا لفظ آیا ہے۔ جو کہ ایک جمع کا صیغہ ہے۔ جس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ اہل عرب

لات وعُزّیٰ کی پرستش کیا کرتے تھے۔ اگر حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہوتا تو صیغۂ تثنیہ استعمال ہوتا۔ نہ کہ صیغۂ جمع۔

علاوہ ازیں خود اپنی روایت میں نہایت شدت اور سختی کے ساتھ لات وعزّیٰ کی پرستش سے حضور علیہ السلام اور جنابہ خدیجۃ الکبرٰے رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا انکار درج ہے۔ بلکہ حضرت خدیجہؓ تو لات وعزّیٰ کے ذکر تک سے منع فرماتی ہیں اور اُن کا نام تک بھی سُننا نہیں چاہتیں +

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

السلام اے طاہرہؓ اے نازشِ ملک عرب
مرحبا شانِ تقدس! کیا ہی اچھا ہے لقب

تُو تھی اِک سُلطانۂ تجار اے فخرِ قریش
تھی تموّل میں بھی یکتا اور تھی عالی نسب

تھا رہینِ لُطف و فیضان و کرمُ ملک حجاز
اہل بطحا صدق دل سے کرتے تھے تیرا ادب

تھا خدیجہؓ نام اور چشم و چراغِ خانداں
لوگ تھے مدّاح اخلاق و محاسن کے سبب

پھر کرشمے قُدرتِ حق کے نظر آنے لگے
دفعتہً آیا جو ہنگامِ نزولِ فضلِ رب

عقد تیرا ہو گیا جس دم رسولؐ پاک سے
رحمتوں کی بارشیں ہونے لگیں افلاک سے

اے رفیق و مونس و ہمدرد و غمخوار رسولؐ
آپ ہی تھیں باعثِ تسکین۔ ہنگامِ نزول

سابق الایمان ہے تو اے سعید اولیں
تُو نے ہی فرمان حق سب سے کیا پہلے قبُول

راہِ حق میں آپ نے سب مال و زر قرباں کیا
تُم نے شوہر کو نہیں ہونے دیا ہرگز ملول

سب سے پہلی آپ زوجہ ہیں رسولؐ اللہ کی
آپ ہی کو کہتے ہیں سب مادرِ حضرت بتولؓ

بیویوں کو چاہیئے تُم سے سبق حاصل کریں
آپ نے قائم کئے شوہر پرستی کے اصول

آپ کو اللہ نے بھیجا سلام اے طاہرہؓ
ہیں مُسلماں آپ کے دل سے غلام اے طاہرہؓ